www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حدیث و سنت

الجامع للترمذی

ولادت اور نام و نسب:

امام ترمذی ۲۱۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے بعض نے ۲۰۹ھ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وفات بالاتفاق ۲۷۹ھ ہے امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ۲۷۹ھ وفات ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

"وکان من ابناء سبعین"

یہی الفاظ علی القاری نے شرح الشمائل میں ذکر کئے ہیں، پس ان جملہ اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام موصوف ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے لہٰذا ان کی ولادت ۲۱۰ھ ہی ہے۔ [۱]

امام ترمذی کا نام محمد، باپ کا نام عیسیٰ اور کنیت ابو عیسیٰ ہے اور پورا نسب یہ ہے:

محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک اور نسبت اسلمی الترمذی ہے بعض نے البوغی کی نسبت بھی ذکر ہے کیونکہ آپ قریہ بوغ میں مدفون ہیں جو کہ ترمذ سے چھ فرسخ کی مسافت پر واقع ہے۔ [۲] لیکن ترمذی کی نسبت زیادہ مشہور ہے اور اسی نسبت سے معروف ہیں۔ [۳]

ترمذ کی حیثیت:

خراسان اور ماوراء النہر کا خطہ مردم خیز ہے اور ہمیشہ علم و فن کا مرکز رہا ہے اور امام ترمذی کا تعلق بھی اسی خطہ علم و فن سے ہے۔ یہاں سے بہت سے ارباب کمال اٹھے، یاقوت حموی لکھتے ہیں:

وترمذ مدينة مشهورة من امهات المدن راكبة على نهر جيحون من جانبه الشرقي متصلة العمل بالصغانيان والمشهور من اهل هذه البلدة ابو عيسى صاحب الجامع والعلل وابو اسماعيل السلمي وغيرهم

ابتدائی تعلیم:

ترمذ اس زمانہ میں علوم و فنون اسلامیہ کا مرکز بن چکا تھا، امام بخاری جیسے محدث عظیم کی مسند علم وہاں بچھ چکی تھی اور دیگر اہل حدیث نے وہاں رہائش اختیار کر لی تھی لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ امام ترمذی کی ابتدائی تعلیم بھی اسی شہر میں ہوئی ہوگی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رحلات :

اولاً اپنے شہر کے شیوخ سے علم حاصل کیا اس کے بعد خراسان اور ماوراء النہر کے شیوخ سے کسب فیض کیا، چنانچہ امام اسحاق بن راھویہ نیسابوری (۲۳۸ھ) اور محمد بن عمرو السواق سے تحصیل کے بعد پر دوسرے اسلامی مراکز حدیث کی طرف رحلت کی چنانچہ اولاً عراق میں شیوخ حدیث اور حفاظ سے سماع کیا پھر حجاز اور دیگر بلاد کی طرف چلے گئے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: (۴)

"طاف البلاد و سمع خلقا من الخراسانیین والعراقیین والحجازیین"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی مصر اور شام نہیں گئے کیونکہ وہاں کے شیوخ سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ (۵) اور غالباً بغداد بھی نہیں گئے کیونکہ وہاں جاتے تو امام احمد بن حنبل سے ضرور ملاقات اور سماع کرتے لیکن امام احمد بن حنبل سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے چنانچہ خطیب نے تاریخ بغداد اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں اس سماع کا ذکر نہیں کیا۔

تاریخ رحلت :

تتبع اور استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی نے ۲۳۵ھ کے قریب رحلت شروع کی، جبکہ ان کی عمر بیس سال کے قریب تھی اس لحاظ سے امام ابوداؤد سے دو سال بعد رحلت شروع کی، کیونکہ اس سے پہلے جو شیوخ فوت ہوگئے ہیں، امام ترمذی نے ان سے روایت بالواسطہ کی ہے جیسے علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ، و محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفی المتوفی ۲۳۴ھ اور ابراھیم بن المنذر المتوفی ۲۳۶ھ و غیرھم

جبکہ امام ترمذی کے سب سے پہلے شیوخ میں محمد بن عمرو السواق البلخی ۲۳۶ھ پھر محمود بن غیلان مروزی ۲۳۹ھ پھر قتیبہ بن سعید المتوفی ۲۴۰ھ نظر آتے ہیں۔ (۶)

خراسان کو واپسی :

پھر ایک طویل مدت کے بعد ۲۵۰ھ کو واپس خراسان پہنچ گئے اہل علم نے ان سے استفادہ شروع کر دیا اور امام ترمذی نے شیوخ سے مذاکرات شروع کر دیئے بہت سے مذاکرات اور مناقشات مشہور ہیں جو العلل الکبیر میں انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ (۷)

امام ذہبی نے النبلاء میں اور امام مزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کے شیوخ کی مفصل فہرست شائع کی ہے ان میں کچھ شیوخ وہ ہیں جن سے شیوخ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

(۱) ابوبکر محمد بن بشار بندار، بصرہ کے بہت بڑے محدث تھے۔ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۲ھ کو فوت ہوئے، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت لی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۲) محمد بن المثنیٰ ابو عیسیٰ (م ۲۵۲ھ) المولود ۱۶۷ھ

(۳) زیاد بن یحییٰ الحلانی ۲۵۴ھ

(۴) ابو العباس عبد العظیم العنبری ۲۴۶ھ

(۵) ابو سعید الاشج عبد اللہ بن سعید الکندی ۲۵۷ھ

(۶) ابو حفص عمرو بن علی الفلاس ۲۴۹ھ

(۷) یعقوب بن ابراہیم الدورقی (۱۶۶ھ - ۲۵۲ھ)

(۸) محمد بن معمر القیسی البحرانی ۲۵۶ھ

(۹) نصر بن علی الجہضمی ۲۵۰ھ [8]

مذکورہ شیوخ سے کچھ اقدم شیوخ بھی ہیں جن سے امام ترمذی نے سماع کیا ہے اور اپنی الجامع میں ان سے روایت بھی کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء میں ان کی فہرست پیش کی ہے جن میں قتیبہ بن سعید الثقفی ابو الرجاء المتوفی ۲۴۲ھ محمد بن عبد العزیز بن رزمہ المروزی ۲۴۱ھ، اسحاق بن راھویہ ۲۳۸ھ، ابو بکر محمد بن العلاء ۲۴۸ھ، ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن الہروی، ابو محمد اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ۲۴۵ھ وغیرھم شامل ہیں۔

طبقاتِ شیوخ :

حافظ ابن حجر نے امام بخاری کے شیوخ کو طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ [9] اسی طرح امام ترمذی کے شیوخ کو بھی تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(الف) وہ جن کو سماع میں تقدم حاصل ہے جیسے قتیبہ بن سعید، علی بن حجر وغیرھم جو کبار طبقہ عاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ [10] اور اس طبقے کے رواۃ شیوخ بخاری کے طبقہ وسطیٰ میں شمار ہوتے ہیں۔

(ب) جو سن واسناد میں ان سے متصل ہیں اور اکثر شیوخ ترمذی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن سے امام ترمذی نے اپنی الجامع میں روایت کی ہے جیسے احمد بن منیع البغوی ۲۴۴ھ، عمرو بن علی الفلاس، محمد بن ابان المستملی ۲۴۴ھ وغیرھم۔

(ج) گیارھویں طبقہ کے شیوخ جیسے الحسن بن احمد بن ابی شعیب ۲۵۰ھ اور امام بخاری و مسلم بلکہ امام ترمذی اس طبقہ سے نزول کے ساتھ روایت کرتے ہیں جیسے ہشام بن عمار الدمشقی ۲۴۵ھ وغیرہ ان بلاد کے شیوخ جہاں امام ترمذی نہیں گئے اور بالواسطہ ان سے روایت کی ہے بایں وجہ امام ترمذی کی اسناد امام بخاری اور مسلم سے نازل ہوگئی ہے اور الجامع للترمذی میں عوالی بہت کم نظر آتے ہیں، اس نزول کے تین اسباب بیان کیے گئے ہیں :

۱۔ تاخر طلب ورحلت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۲۔ بعض بلاد کی طرف عدم رحلت

۳۔ طلبِ حدیث میں توسع

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی روایت ہے یعنی حدیث انسؓ (یاتی علی الناس زمان) الخ [۱۱] پس ملا علی قاری نے شرح المشکوۃ میں جو لکھا ہے۔

"اعلی اسانید الترمذی مایکون واسطتان بینہ وبین النبی ﷺ [۱۲]

یہ مبنی بر مسامحت ہے۔

ایک باب کے تحت متعدد احادیث:

امام ترمذی اس میں منفرد ہیں کہ وہ ایک باب کے تحت متعدد احادیث کی طرف اختصار کے ساتھ "وفی الباب عن فلان و فلان" کہہ کر اشارہ کردیتے ہیں، لیکن امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق تمام احادیث کو ذکر کرتے ہیں، تاہم اختصار کے لئے متن کو بار بار ذکر نہیں کرتے بلکہ مثلہ و نحوہ سے اشارہ کردیتے ہیں مثلاً قصۃ ذی الیدین فی سجود السھو میں حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت متعدد طرق سے ذکر کی ہے تمام طرق میں "سلم سھوا فی رکعتین وسجد للسھو بعد السلام" مشترک ہے تاہم نماز کی تعیین میں اختلاف ہے کہ بعض میں احدی صلاتی العشی شک کے ساتھ ہے، اور بعض میں صلاۃ الظہر اور بعض میں صلاۃ العصر ہے، پھر عمران والی حدیث لاتے ہیں جس میں مسلم نے ثلاث رکعات اور صلاۃ العصر کو بالجزم ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے مختلف ابواب میں حضرت ابوہریرہ کی روایت مختلف طرق سے ذکر کی ہے مگر عمران والی روایت اختلاف کی وجہ سے نہیں لائے تاہم باب میں مَن سَلَّمَ فی رکعتین او ثلاث کہہ کر عمران والی حدیث کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ [۱۳]

ثلاثیات اور کتبُ الستہ:

الجامع للترمذی کے علاوہ کتبُ الستہ میں ثلاثیات کے متعلق علماء نے لکھا ہے:

صحیح بخاری میں ۲۳ ثلاثیات ہیں جو الگ شرح کے ساتھ بھی مطبوع ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں ایک بھی ثلاثی روایت نہیں ہے یہی حال نسائی اور ابوداؤد کا ہے، ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے، ہاں ابن ماجہ میں پانچ ثلاثیات جبارۃ بن مغلس کے طریق سے مروی ہیں تاہم جبارہ ضعیف اور متکلم فیہ ہے اور مسند داری میں ۱۵ ثلاثیات ہیں جو امام داری نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کی ہیں۔ البتہ مسند احمد میں ۳۳۲ ثلاثیات ہیں جو شیخ محمد السفارینی کی شرح کے ساتھ مطبوع ہیں [۱۴]

بعض علماء نے ... ابی حنیفہ ... ابی حنیفہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں وحدان ہیں اور اس پر فخر کیا ہے تاہم علماء نے ان وحدانی کے متعلق لکھا ہے:

"باسانید غیر ثابتة"

یعنی یہ اسانید غیر ثابتہ کے ساتھ ہیں۔ علی القاری نے مرقاۃ میں دعویٰ کیا ہے کہ ترمذی میں ایک حدیث ثنائی بھی ہے مگر یہ صاحب مرقاۃ کا وہم ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ثلاثی ہے اور جامع ترمذی میں صرف یہ ایک حدیث ہی ثلاثی ہے۔

امام ترمذی اور علمِ حدیث:

امام ترمذی کو علم حدیث میں رسوخ حاصل تھا اور یہ رسوخ ائمہ کبار حدیث سے رسوخ اور ان سے استفادہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا امام بخاری سے خصوصی تلمذ اور امام مسلم اور امام ابوداؤد سے بھی لقاء کا شرف حاصل تھا۔

تاہم امام مسلم سے صرف ایک حدیث (احصوا ھلال شعبان لرمضان) روایت کی ہے اور ابوداؤد سے بھی اپنی الجامع میں روایت لی ہے، (١٥) یعنی عبداللہ بن زید بن اسلم کی امام احمد سے تعدیل نقل کی ہے عن طریق ابی داؤد السجستانی اور علل الحدیث والرجال اور فنون الحدیث میں امام دارمی اور ابو زرعۃ الرازی سے بھی استفادہ کیا ہے، تاہم فنون حدیث کے اصل مربی امام بخاری ہیں، چنانچہ جب امام بخاری ٢٥٠ھ واپس وطن آئے اور پانچ سال نیساپور میں قیام کیا تو امام ترمذی نے امیرالمؤمنین فی الحدیث کی قدروقیمت کا اندازہ لگایا اور ان سے تلمذ اختیار کرلیا۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ (١٦)

"تفقه فی الحدیث بالبخاری"

بلکہ علل الحدیث، جرح و تعدیل اور تاریخ رجال میں امام بخاری سے خوب استفادہ کیا جس کا عکس الجامع میں نظر آتا ہے۔ شیخ احمد شاکر لکھتے ہیں:

الترمذی تلمیذ البخاری و خریجه و عنه اخذ الحدیث و تفقه به و مرّن بین یدیه وسأله واستفاد به

درحقیقت امام ترمذی خراسان میں امام بخاری کے بہترین خلف ہیں انہوں نے اپنی الجامع میں امام بخاری کے علم حدیث کو خوب شہرت دی ہے چنانچہ کتاب العلل میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے اپنی الجامع میں علل و تاریخ کا زیادہ تر حصہ محمد بن اسماعیل سے حاصل کیا ہے اور اپنے شیخ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولم ار بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل و التاریخ و معرفة الاسانید کثیر احداً أعلم من محمد بن اسماعیل۔

اور استاذ نے بھی تلمیذ کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے علم و ذکاوت کا اعتراف کرتے ہوئے ترمذی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کو اپنے شیوخ اور اساتذہ میں شامل کرلیا اور ان سے بعض احادیث کا سماع کیا چنانچہ حضرت علیؓ کے مناقب میں حضرت ابو سعید الخدریؓ والی حدیث : لایحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک [۱۷] ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قد سمع منی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث

اس میں امام ترمذی کی تکریم اور ان کے علم و فضل کی وسعت کی دلیل ہے نیز امام بخاری نے اعتراف کیا ہے:

"ما انتفعت بک اکثر مما انتفعت بی"

امام ترمذی کا تفقہ:

علم حدیث کی روایت کے ساتھ امام ترمذی کو تفقہ اور مذاہبِ علماء کی معرفت میں بھی عبور حاصل تھا فقہ الحدیث میں ماہر تھے اور یہ چیز بھی انہوں نے امام بخاری جیسے حاذق استاذ سے حاصل کی تھی چنانچہ امام ترمذی اپنے دور کے فقہی سرمایہ ہیں، اختلافات کو خوب سلیقہ سے اپنی جامع میں سمو دیا ہے۔

امام ترمذی نے فقہ اہل الرائے تو اس وقت کے مشہور فقیہ الرازی سے حاصل کی اور فقہ مالکی اسحاق بن موسیٰ انصاری اور امام مالک کے تلمیذ ابو مصعب الزہری سے اخذ کی، اور امام شافعی کا مذہب قدیم حسن بن محمد زعفرانی اور قول جدید ربیع بن سلیمان تلمیذ الشافعی سے اخذ کیا، اسی طرح امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ وغیرھم کے اقوال و فتاوی کی دراست کی، اور فقہ الحدیث میں بڑا ذخیرہ جمع کرلیا، اور اس کے ساتھ بہت سے دیگر اقوال و مذاہب بھی جمع کردیئے اس طرح یہ کتاب "معلمہ الفقہ الاسلامی" بھی بن گئی، جب کہ حدیث علل الحدیث، اسانید اور تمام فنون حدیث کی معلمہ تھی، الحاصل مصنف کی کتاب الجامع ان کی تفقہ فی الحدیث اور مذاہب پر اطلاع کی بہت بڑی دلیل ہے، ہر حدیث کے بعد علماء کے اقوال پیش کرکے ان میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہیں جس سے قاری یہ تاثر لیتا ہے کہ وہ فقہ اور حدیث کے بہت بڑے امام تھے۔

اخلاق اور حفظ و ضبط:

محدثین اور فقہاء کے حالات زندگی پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اخلاقِ اسلامیہ اور صفات صالحہ کے پیکر تھے قیامِ لیل اور تلاوتِ قرآن ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل رہتا تھا اور کتاب و سنت کے صدقِ دل سے خدمت گزار تھے ان کے اندر حسد و بغض نہیں تھا اور مسلمان کی غیبت کو قبیح ترین گناہ سمجھتے تھے۔

امام ترمذی بھی اخلاق حسنہ کے پیکر تھے اور حفظ و ضبط میں ممتاز تھے۔[۱۸] وہ خود ہی بیان کرتے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں کہ کسی شیخ نے بطور امتحان میرے سامنے چالیس حدیثیں پیش کیں تو میں نے ان کو اول تا آخر زبانی پڑھ کر سنادیں اور ایک بھی غلطی نہیں کی تو اس نے مجھ سے کہا:

"ما رأیت مثلک (۱۹)

اور ورع و احتیاطِ دینی میں بے مثل تھے جو کہ محدثین کی امتیازی شان ہے، ادنیٰ شبہات سے بھی دور رہتے، گویا حدیث (من استبرأ لدینہ و عرضہ، الخ) پر عمل پیرا تھے، ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے لبریز تھے اور بہت روتے تھے، امام ترمذی ان صفات میں اپنے شیخ امام بخاری کا نمونہ تھے، حافظ عمر بن علک نے کیا خوب کہا ہے:

مات البخاری فلم یخلف الخراسان مثل ابی عیسی فی العلم و الحفظ والورع والزھد، بکی حتی عمی و بقی ضریرا سنین (۲۰)

طلبِ علم میں محنت اور مذکورہ صفات عظیم کی وجہ سے امام ترمذی مشہور ہو گئے اور بہت سے شیوخ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور جم غفیر نے استفادہ کیا۔

مشاہیر تلامذۃ:

ابو بکر اسماعیل بن عامر سمرقندی، ابو حامد احمد بن عبداللہ بن داؤد المروزی التاجر۔ احمد بن علی المقری، احمد بن یوسف النسفی، ابو الحارث اسد بن حمدویہ النسفی، حسین بن یوسف الفربری، حماد بن شاکر الوراق، داؤد بن نصر بن سہیل الیزدی، عبد بن محمد بن محمود النسفی، ابو الحسن علی بن عمر بن کلثوم السمرقندی، فضل بن عمار الصرام، ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی المروزی۔ راویۃ الجامع۔ ابو جعفر محمد بن سفیان بن النصر النسفی المعروف بالامین، ابو الفضل محمد بن محمود بن العنبر النسفی، علی بن نوح النسفی المقری، محمد بن مکی، الہیثم بن کلیب الشاشی الحافظ راویۃ الشمائل۔ وغیرھم (۲۱)

امام ترمذی اور معاصرین:

امام ترمذی کے معاصرین ان کی امامت فی الحدیث، تقدم اور حفظ و اتقان پر متفق ہیں حافظ ابو سعید کا بیان ہے۔

احد الائمۃ الذین یقتدی بھم فی علم الحدیث صنف الجامع و التواریخ والعلل تصنیف رجل عالم متقن کان یضرب بہ المثل فی الحفظ (۲۲)

اس طرح المزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کی تعریف کی ہے اور علامہ ذہبی نے سیر النبلاء اور تذکرۃ میں "حافظ ثقۃ مجمع علیہ" کہا ہے الغرض امام ترمذی حدیث و فقہ کے مسلم امام ہیں اور جامع

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترمذی ان کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔

ابن حزم نے محلّی اور کتاب الفرائض من الایصال میں ان کو مجہول کہا ہے۔(۲۳) لیکن علماء نے ابن حزم کے اس قول کو شذوذ پر محمول کیا ہے لہٰذا امام ترمذی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن حزم کی زندگی میں جامع ترمذی کا نسخہ مغرب میں نہیں پہنچا تو اس عدم علم کی وجہ سے ابن حزم نے مجہول کہہ دیا ہے۔ (۲۴) چنانچہ ذہبی کے الفاظ ہیں:

وقد اعتذر له انه ماعرفه ولا دری بوجود الجامع والعلل التی له لانهالم تکن دخلت الاندلس اذذالك

بعض نے اس اعتذار کو رد بھی کیا ہے کہ جامع ترمذی کے اَندلس میں نہ پہنچنے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ امام ترمذی سے ابن حزم واقف نہیں تھے کیونکہ ابن الفرضی الاندلسی نے اپنی کتاب المؤتلف و المختلف میں امام ترمذی کا تذکرہ کیا ہے اور وہ کتاب ابن حزم کے سامنے ہے۔ (۲۵)

اصل میں ابن حزم نے بعض ائمہ کے علم و فضل اور فقہی مقام سے عدم واقفیت کی وجہ سے ان کو مجہول کہہ دیا جیسے ابوالقاسم البغوی (۳۱۷ھ) اسماعیل بن محمد الصفار، ابوالعباس الاصم (۳۴۶ھ) وغیرہ، چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: (۲۶)

وجهالة ابن حزم لابی عیسی لاتضره حیث قال فی محلاه و من محمد ابن عیسی بن سورة ؟

”جامع ترمذی“

مصنف کے مختصر حالات پیش کرنے کے بعد اب ہم ان کی جامع کو موضوعِ سخن بناتے ہیں جو اس ترجمہ سے اصل مقصود ہے۔

الجامع للترمذی:

امام بخاری کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس دور میں جمع حدیث کے سلسلہ میں محدثین کے سامنے دو طرح کا کام ہو چکا تھا اول مسانید کے مجموعے مرتب ہو چکے تھے اور بعض اصحابِ مسانید نے انتقاء سے کام لیا تھا اور کانٹ چھانٹ کر احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس میں سہولت اور نرمی سے کام لیا گیا تھا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دوم: مئوطا امام مالک کا نمونہ موجود تھا جس میں احادیثِ صحیحہ درج کی گئی تھی مگر صحابہ و تابعین کے اقوال کے ساتھ مخلوط کر دی گئی تھیں۔

ائمہ ستہ کی مساعی:

ائمہ ستہ نے اپنے دور میں مبوّب کتابیں لکھیں اور تحت التراجم احادیث درج کر کے ایک طرح فقہ الحدیث مرتب کر دی اور ان کے سرخیل امام بخاری نے ابواب اور تجریدِ صحیح کی پہلی کوشش کی اور شیوخ کے مشورہ سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

ائمہ ستہ کے دور میں حدیث صحیح و سقیم مخلوط تھی اور بعض محدثین نے منکر روایات بغیر تمیز و بیان کے جمع کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ لہٰذا ضرورت تھی صرف ان احادیث کو مرتب کیا جائے جو صحت کے اعتبار سے معیاری ہوں اور ان کو ابواب پر مرتب کیا جائے تاکہ استفادہ آسان ہو۔

چنانچہ محدثین نے کمرِ ہمت باندھی اور امام بخاری اور مسلم نے اس کام میں پہل کی اور صرف حدیثِ صحیح کو ابواب پر مرتب کیا تاکہ عوام کے لئے استفادہ میں آسانی ہو اس طرح انہوں نے مصنّفات اور مسانید دونوں طریقوں کو جمع کر دیا۔ مصنفات ابواب پر مرتب تھیں اور امام مالک نے تجریدِ صحیح کا نمونہ پیش کر دیا تھا۔ پس اس امور میں محدثین کا اولین مقصد صحیح اور منکر میں تمیز دینا تھا امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے چنانچہ محدثین کی ان کتابوں کے مرتب ہونے پر دو طریقے سامنے آئے ہیں:

(الف) فقہ اور استنباطِ احکام پر احادیث مرتب کی گئی جیسا کہ امام بخاری کا طریق ہے اور اس سے پیشتر مئوطا کا نمونہ موجود ہے مگر مئوطا مختصر تھی امام بخاری نے ابواب و تراجم کو وسعت دے کر استنباط میں تفنن سے کام لیا حتی کہ کامل نمونہ بن گیا اور اس طریقہ میں اصل کی حیثیت اختیار کر لی۔

(ب) فن اسناد کا اہتمام کیا گیا اور اسانید حدیث کے ساتھ فوائد حدیث کو جمع کر دیا گیا جو امام مسلم کا طریق ہے۔

حدیث کے جمع کرنے کے ساتھ علوم الحدیث میں اضافہ ہوتا رہا اور اس طبقہ کے علماء نے علوم الحدیث میں ہر فن پر شاندار کتابیں تالیف کیں۔

چنانچہ امام بخاری نے "تواریخ ثلاثہ" کتاب الضعفاء اور کتاب العلل وغیرھا کتابیں تالیف کیں اور امام مسلم نے کتاب الاسماء والکنی، کتاب الافراد، والتمییز وغیرہ کتابیں تحریر کر کے اس فن کو ترقی دی۔ العلامہ العجلی، اسحاق الکوسج نے جرح و تعدیل پر مختلف کتابیں تالیف کیں جو بعد کے علماء کے لئے مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (۲۷)

علماء کی ان مساعی جمیلہ سے علوم الحدیث کی انواع متمیز ہو کر سامنے آگئیں اور قبول و رد کے لحاظ سے حدیث

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے صحیح حسن اور ضعیف تین اقسام ہو گئے۔

ابن المدینی سے امام بخاری اور یعقوب بن شیبہ وغیرہ نے اس فن کو حاصل کیا۔ (۲۸) اس کی خوب نشرواشاعت کی اور اس کے مطابق عمل کیا اور احادیث پر صحت ، حسن اور ضُعف کے احکام صادر کئے۔

امام مسلم نے مقدمہ الصحیح میں اس کی توضیح کی اور احادیث و رجال کے تین طبقے ترتیب دیئے۔

(i) حفاظ متقنین کی احادیث (ii) اھل الستر والصدق اور طلب علم کے ساتھ متصف ہیں۔ (iii) وہ رواۃ جو متہم با لکذب ہیں اور ان کی احادیث اکثر طور پر منکر ہیں۔

پہلی اور دوسری قسم کی روایات کو قبول کیا اور تیسری قسم کو ترک کردیا، امام مسلم کی یہ اقسام بھی تقسیم ثلاثی کے مطابق تھیں، علاوہ ازیں بعض مرکب اصطلاحات بھی استعمال کی گئیں مثلاً "حسن صحیح" جو امام ترمذی سے پہلے بھی امام بخاری یعقوب بن شیبہ (۲۶۲ھ) اور امیر علی الطوسی استعمال کرتے رہے (۲۹) ان کے بعد امام ترمذی آئے اور تقسیم میں ان کا راستہ اختیار کیا اور ایک ایک حدیث کے فوائد و احکام پر مفصل گفتگو کی اور اساتذہ سے استفادہ کیا۔

تالیف امام ترمذی:

امام ترمذی نے بہت سی تالیفات کے مجموعے چھوڑے ہیں جن میں سے حسب ذیل کے نام مل سکے ہیں:

۱) الجامع جو "سُنن ترمذی" کے نام سے مشہور ہے۔
۲) الشمائل النبویۃ معروف بہ شمائل الترمذی
۳) کتاب "العلل المفرد" اور "العلل الکبیر"
۴) العلل جو جامع کے آخر میں منضم ہے۔ (۳۰)
۵) کتاب الزھد (المفرد) قال ابن حجر: لم یقع لنا (۳۱)
۶) التاریخ (۳۲)
۷) اسماء الصحابۃ (۳۳)
۸) الاسماء والکنٰی (۳۴)
۹) کتاب "الاثار الموقوفۃ"

الجامع للترمذی:

اس کے بعد اب ہم الجامع للترمذی پر بحث کرتے ہیں اور اس پر اپنا جائزہ پیش کرتے ہیں:

الجامع للترمذی "اصول ... " [illegible] ... ابواب پر مرتب ہے اور ان کے تحت احادیث

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صحیحہ و غیر صحیحہ مرتب ہیں، ہر حدیث کے بعد صحت و حسن اور ضعف میں اس کا درجہ بیان کردیا ہے اس طرح یہ ایک بڑی کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

اس کتاب کا نام "الجامع" ہے جو ایک اصطلاحی نام ہے کیونکہ حدیث کی اصنافِ ثمانیہ اس میں جمع کردی گئی ہیں، خاص طور پر مواعظ و آداب، تفسیر اور مناقب پر نہایت تفصیل سے کام کیا ہے اور امام ترمذی کے اس اعتناء پر مقالہ نگاروں نے کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔(۳۵)

خطیب نے الجامع کو صحیح ترمذی کے نام سے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے الجامع الصحیح کہا ہے۔(۳۶) لیکن ان ہر دو اسامی میں تجوز ہے، کیونکہ جامع ترمذی میں صحیح حسن اور ضعیف روایات بھی بکثرت ہیں بلکہ حسن اور ضعیف کے مقابلہ میں الصحاح کم ہیں۔

الکتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں "الجامع الکبیر" کا عنوان ذکر کیا ہے۔(۳۷) لیکن یہ نام قلیلُ الاستعمال ہے، زیادہ مشہور نام "السنن للترمذی" ہے کیونکہ یہ کتاب احکام فقہی پر مشتمل ہے، اور ترتیب فقہی پر ابواب قائم کئے گئے ہیں، لہٰذا اس کو سنن کہنا انسب ہے، جیساکہ کتانی نے المستطرفۃ میں ذکر کیا ہے مگر چونکہ اس میں احکام کے علاوہ دیگر مضامین بھی موجود ہیں اس لئے یہ الجامع ہے جو علماء کے نزدیک مشہور تر اور اصطلاحی نام ہے، جیساکہ ہم الجامع الصحیح للبخاری میں مفصل ذکر کر آئے ہیں۔(۳۸) اور پھر یہ نام کتاب کی حالت اور واقع کے بھی مطابق ہے اور جن اصحاب نے صحیح الترمذی یا الجامع الصحیح کے عنوان سے اس کو طبع کیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جامع ترمذی اور فنونِ حدیث:

جامع ترمذی احادیثِ مرفوعہ اور اقوالِ صحابہ و تابعین کے بہت سے فوائدِ حدیثیہ اور فقہ المذاہب سے مملوّ ہے، ہر باب کے تحت ایک دو احادیث کو درج کرکے تصحیح و تحسین اور تضعیف کے لحاظ سے احادیث کی درجہ بندی کی ہے، پھر رجال و اسانید پر بحث کرکے اسانید کے علل ذکر کئے ہیں، اور اس باب میں اگر دوسری احادیث ہوں جو ترجمۃ الباب کے مناسب ہوں تو (فی الباب عن فلان و فلان) سے ان کی طرف اشارہ کردیا ہے اور خاص مسائل میں اپنی رائے بھی ذکر کردی ہے اس بناء پر علماء نے "الجامع للترمذی" کے فوائد و مقاصد ذکر کئے ہیں۔ ابنِ رشید لکھتے ہیں:

ان کتاب الترمذی تضمن الحدیث مصنّفا علی الابواب وھو علم براسه والفقه وھو علم ثان، و علل الحدیث و یشتمل علی بیان الصحیح من السقیم و ما بینھما من المراتب وھو علم ثالث، و الاسماء والکنی، وھو علم رابع والتعلیل و التجریح وھو علم خامس، ومن ادرک النبی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ﷺ ومن لم یدرکہ ممن اسند عنہ فی کتابہ وھو علم سادس، و تحدید من روی ذالک الحدیث وھو علم سابع۔

لیکن جامع میں ان علوم کا بیان اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے اب رہے تفصیلی علوم تو وہ بہت زیادہ ہیں۔(۳۹)

ابوبکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی کے نام سے ترمذی کی شرح لکھی ہے جس کے مقدمہ میں فوائد الکتاب کے لئے ایک فصل قائم کی ہے اس کی افادیت کے پیش نظر ہم کچھ تلخیص کے ساتھ یہاں پر درج کرتے ہیں۔

ولیس فیھا۔ یعنی کتب الحدیث۔ مثل کتاب ابی عیسی حلاوۃ مقطع و نفاسۃ منزع وعذوبۃ مشرع و فیہ اربعۃ عشر علما، فھو قد صنف و اسند وصحح، واسقم، وعدد الطرق و جرح وعدل واسمی واکنی ووصل وقطع واوضح المعمول بہ والمتروک وبین اختلاف العلماء فی الرّدو القبول لاثارہ وذکر اختلافھم فی تاویلہ

وکل علم من ھذہ العلوم اصل فی بابہ وفرد فی نصابہ فا لقاری لہ لایزال فی ریاض مو نقۃ وعلوم متفقۃ منسقۃ(۴۰)

(۱) موضوع الکتاب:

ان امور کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ الجامع کا موضوع دو چیزیں ہیں "الصناعۃ الحدیثیۃ" اور "الفقہ اجتہادا واستنباطا" دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں:

ان موضوع الجامع للترمذی ھو الحدیث صناعۃ و فقھا

اور یہی بات امام ترمذی نے الجامع کے سبب تالیف میں ذکر کی ہے۔(۴۱)

چنانچہ لکھتے ہیں:

وانما حملنا علی مابینا فی ھذا الکتاب من قول الفقھاء و علل الحدیث لاناسئلنا عن ھذا فلم نفعلہ زمانا، ثم فعلناہ لما رجونا فیہ من منفعۃ الناس لانا قد وجدنا غیر واحد من الائمۃ تکلفوا من التصنیف مالم یسبقوا الیہ، فمنھم ھشام بن حسان و عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج و سعید بن ابی عروبۃ و مالک بن انس و حماد بن سلمۃ و عبداللہ بن المبارک و یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ و وکیع بن الجراح و عبدالرحمن بن مھدی وغیرھم من اھل العلم والفضل صنفوا فجعل اللہ فی ذالک

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

منفعة کثیرة فنرجو بذالك لهم الثواب الجزیل لما نفع الله به المسلمین،

فیهم القدوة فیما صنفوا

اس میں امام ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ میں نے اقوال الفقہاء اور علل الحدیث کو اپنی کتاب میں کیوں جگہ دی ہے جبکہ اس سے قبل کسی نے بھی ان پر بحث نہیں کی، چنانچہ لکھتے ہیں:

مجھ سے پہلے بھی بہت سے علماءِ فحول اَچھوتے موضوع پر کتابیں لکھ چکے ہیں اور ان کی مساعی سے لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے پس میں نے بھی وہ کام کیا جو پہلے کسی نے نہیں کیا، اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

امام ترمذی کے اس ابتکار (جدت) کا اعتراف بہت سے ان علماء نے کیا ہے جنہوں نے جامع ترمذی پر تحقیقی کام کیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر مصری لکھتے ہیں:

کتاب الترمذی یمتاز بامور ثلاثة لا نجدها فی شیئٍ من کتب السنة الاصول الستة وغیرها

اولها: انه بعد ان یروی حدیث الباب یذکر اسماء الصحابة الذین رویت عنهم احادیث فیه سواء اکانت بمعنی الحدیث الذی رواه ام بمعنی آخر، ام بما یخالف ام باشارة الیه ولو من بعید و هذا اصعب مافی الکتاب علی من یرید شرحه و خاصة فی هذه العصور

ثانیها: انه فی اغلب احیانه یذکر اختلاف الفقهاء واقوالهم فی المسائل الفقهیة و کثیرا مایشیر الی دلائلهم و یذکر الاحادیث المتعارضة فی المسئلة، و هذا مقصد من اعلی المقاصد و اهمها اذ هوالغایة الصحیحة من علوم الحدیث تمییز الصحیح من الضعیف للاستدلال والاحتجاج ثم الاتباع والعمل

ثالثها: انه ای الترمذی یعنی کل العنایة فی کتابه بتعلیل الحدیث فیذکر درجته من الصحة والضعف ویفصل القول فی التعلیل والرجال تفصیلا جیدا، ومن هذا صار کتابه هذا کأنه تطبیق عملی لقواعد علوم الحدیث خصوصا علم العلل، و صار أنفع کتاب للعالم و المتعلم و للمستفید والباحث فی علوم الحدیث [42]

دائرۃ المعارف میں صاحبِ مقالہ لکھتے ہیں:

دو خصوصیات کی بنا پر جامع ترمذی [illegible] الاسناد بیان کرنا) اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دوسرے فقہی مذاہب کے مواضعِ خلاف کی تفصیل، اس دوسری خصوصیت کے لحاظ سے جامع ترمذی ہمارے پاس وجوہِ خلاف میں قدیم ترین مرجع ہے جو ہم تک پہنچا ہے، اس سے پہلے امام شافعی نے کتابُ الام میں کچھ وجوہ خلاف بیان کیے تھے لیکن اس کثرت سے نہیں جو کتاب ترمذی میں مذکور ہیں۔

(۲) صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے موازنہ:

امام بخاری اور امام مسلم کی صحیحین پر نظر ڈالی جائے اور ان کے اغراض و مقاصد کو تامل سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی بھی انہی کے طریق پر چلے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کی بناء فقہی ابواب پر رکھی ہے اور ہر حدیث سے مختلف مسائل اور نکات نکالے ہیں اور تراجم میں ودیعت کردیئے ہیں، اور تراجم میں آیات و احادیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین کثرت سے پیش کئے ہیں تاکہ فقہی مسئلہ مدلل ہو جائے۔

امام مسلم نے مقدمہ میں احادیث و رجال کے تین اصناف بتائے ہیں چنانچہ وہ پہلے طبقہ کی احادیث اصول میں ایک دوسرے طبقہ کی احادیث شواہد و متابعات میں لائے ہیں اور تیسرے طبقے کو چھوڑ دیا ہے اس طرح انہوں نے ایک ہی مقام پر احادیث اور طُرق کو جمع کر دیا ہے۔ اور عمدہ اختصار کے ساتھ جمع کردیا ہے اس طریق سے حدیث میں شاذ یا زیادۃ، یا وقف یا علت کو ظاہر کر دیا ہے۔

ان کے بعد امام ترمذی کا دور آتا ہے جو کہ شیخین کے تلمیذ ہیں تو انہوں نے اپنی کتاب میں دونوں کے فوائد کو جمع کردیا۔ فقہی مسائل جمع کرنے میں صحیح بخاری کے طریق کو اپنایا اور اسانید و طرق حدیث کو جمع کرنے میں امام مسلم کی تقلید کی اور اپنی کوشش سے اسے نیا لباس پہنا دیا کہ دوسری کتابوں سے ممتاز نظر آنے لگ گئی چنانچہ جامع کے آخر کتابُ العلل میں وہ اصول و مسائل بیان کردیتے ہیں جو بیانِ فقہ اور انواعِ حدیث کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کا مرجع چھ امور کی طرف ہے۔

(الف) اجمالی طور پر جامع کی تمام احادیث ماء کے نزدیک معمول بہا ہیں ماسوا دو حدیثوں کے۔ اور مرسل احادیث کے متعلق لکھتے ہیں:

> "اکثر اھل حدیث کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں ہے" اس مرسل میں منقطع بھی شامل ہے۔

(ب) جو فقہ اور فن حدیث حاصل کئے ہیں ان کی اسانید بیان کردی ہیں اور فنونِ حدیث، علل، جرح و تعدیل اور تاریخ جن سے اخذ کئے ہیں ان کے نام ذکر کردیئے ہیں جیسے امام بخاری، داری، ابوزرعہ اور کتبِ تاریخ رجال جس سے جامع کے محتویات کو قوت حاصل ہوگئی ہے۔ (۴۳)

(ج) علوم الرجال کے سلسلہ کے اہم قواعد ذکر کئے ہیں۔ مثلاً:

(ا) جرح و تعدیل مشروع ہے اور اس کی مشروعیت پر ائمہ کے بلا نوک اس پر عمل اور عقلی و شرعی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دلائل سے استدلال کیا ہے کیونکہ امام ترمذی نے رجال پر کلام کیا ہے اور بہت سی احادیث کو ضعیف کہا ہے پھر جرح وتعدیل کے سلسلہ میں سلف کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ (۴۴)

(ii) رواۃ کے تین اقسام ذکر کیے ہیں اور چوتھے طبقہ سے سکوت اختیار کیا ہے وہ تین اقسام یہ ہیں:

○ ـــــ جو متہم بالکذب ہے یا مغفل ہے اور اکثر خطا کرتا ہے اکثر اہل حدیث کے نزدیک اس سے روایت میں سروکار نہ رکھا جائے۔

○ ـــــ جو متہم بالکذب ہو یا غفلت اور کثرتِ خطا کی وجہ سے ضعیف ہو ایسا راوی اگر کسی روایت میں منفرد ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

○ ـــــ رواۃ میں سے ایک جماعت وہ ہے جو اہل علم و صداقت اور جلالت ہے اور ان کے جلالت وصدق کی وجہ سے ان کی توثیق بھی کی گئی ہے اور ایک گروہ نے ان کے حفظ میں کلام کیا ہے جیسے ابن ابی لیلیٰ وغیرہ قسم کے لوگ تو ان میں سے اگر کوئی منفرد ہو اور کسی نے اس کی متابعت نہ کی ہو تو اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

○ ـــــ حفاظ ثقات اور اہلِ اتقان جن کی حدیث میں وہم و خطا کو بہت کم دخل ہے اور ان سے احتجاج پر سب متفق ہیں ان کا ذکر نہیں کیا۔

(د) تحمل واداء:

○ ـــــ روایت بالمعنی اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اسناد پر اثر نہ پڑے اور بدونِ تغییر کے صحیح معنی ادا کیا جائے لیکن بہتر یہ کہ روایت بلفظہ کی جائے اس کے بعد روایت بالمعنی ہے۔

○ ـــــ اہل حدیث کے نزدیک تحمل بالعرض اور تحمل بالسماع دونوں جائز ہیں۔

○ ـــــ اگر تحمل بالعرض کی ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک ادا کے وقت حدثنا اور اخبرنا کہہ سکتا ہے لیکن بعض اہل علم یہ صیغے صرف سماع کی صورت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

○ ـــــ اجازۃ کے ساتھ روایت میں اختلاف ہے، بعض اہل علم اسے جائز رکھتے ہیں اس کے بعد بہت سے آثار ذکر کیے ہیں جن سے جواز ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دلائل بھی درج کیے ہیں۔

لیکن متاخرین کے دور میں سلسلۂ اسناد کو باقی رکھنے کے لئے اس کی اجازت دی گئی کہ بالا جازۃ روایت جائز ہے۔

○ ـــــ بعض اصطلاحات کی تشریح کی ہے مثلاً حسن غریب وغیرہ

کتاب العلل:

کتاب العلل کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اور ان کو یک گونہ امام مسلم کے مقدمہ کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح امام مسلم نے مقدمہ میں بعض آراء ذکر کی ہیں جو اصل کتاب سے مناسبت رکھتی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں اسی طرح امام ترمذی نے کتاب العلل میں بہت سے مسائل ذکر کیے ہیں جن کو جامع کے ساتھ مناسبت ہے اور علم حدیث میں ان کی اہمیت ہے اس لئے علماء نے کتاب العلل کو جامع کے محاسن میں شمار کیا ہے چنانچہ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

وفی آخره کتاب العلل قد جمع فیه فوائد حسنة لا یخفی قدرها علی من وقف علیها

تعریفی کلمات:

حافظ ابوالفضل المقدسی شروط الائمۃ میں لکھتے ہیں: (۴۵)

سمعت ابا اسماعیل الانصاری یقول: کتابه عندی انفع من کتاب البخاری ومسلم لان کتابی البخاری ومسلم لا یقف علی الفائدة منهما الا المتبحر العالم وکتاب ابی عیسی یصل الی فائدته کل احد من الناس

اور ابن الاثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں:

کتاب الصحیح احسن الکتب واکثرها فائدة واقلها تکرارا وفیه مالیس فی غیره من ذکر المذاهب ووجوه الاستدلال وتبیین انواع الحدیث من الصحیح والحسن والغریب وفیه جرح وتعدیل وفی آخره کتاب العلل الخ

شیخ ابراہیم الباجوری (۱۲۷۷ھ) نے شرح الشمائل کے شروع میں لکھا ہے:

وناهیک بجامعه الصحیح، الجامع للفوائد الحدیثیة والفقهیة والمذاهب السلفیة والخلفیة فهو کاف للمجتهد

(۳) شروط الترمذی فی جامعہ:

کسی کتاب پر بحث کے لئے اس کے شروط کا جاننا ضروری ہے ائمہ حدیث نے ائمہ ستہ کے شروط سے بحث کی ہے اور ان کتابوں کے تتبع اور گہری نظر سے مطالعہ کے بعد ان کے شروط بیان کئے ہیں ان میں دو کتابیں زیادہ اہم ہیں یعنی شروط الائمة الستة للمقدسی اور شروط الخمسة للحازمی علاوہ ازیں اصول حدیث کی کتابوں سے رہنمائی ہوتی ہے چنانچہ امام ترمذی کی شروط پر بحث کرتے ہوئے مقدسی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے علل الجامع میں بعض اشارات دیئے ہیں جن سے ان کی شروط کے جاننے میں مدد ملتی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ لکھتے ہے:

(۱) وجمیع ما فی ھذا الکتاب من الحدیث فھو معمول بہ وقد اخذ بہ بعض اھل العلم ماخلا حدیثین۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو فی الجملہ معمول بہا ہیں یعنی ہر وہ حدیث جس سے کسی مُستدل نے استدلال کیا ہے۔ یا کسی عالم نے احتجاج کیا ہے وہ امام ترمذی کی شرط پر ہے اس شرط میں وسعت ہے لیکن واھی اور موضوع حدیث سے اجتناب کیا ہے کیونکہ ائمہ ان سے احتجاج نہیں کرتے۔

(۲) استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی کی شرط یہ ہے کہ:

"وہ طبقہ رابعہ اور خامسہ کی احادیث بھی لے آئے ہیں یعنی جن کو اپنے شیوخ کی احادیث سے ممارست نہیں ہے اور غائلہ جرح سے بھی محفوظ نہیں ہیں" (۴۶)

گویا امام ترمذی پہلے اور دوسرے طبقہ کی روایت لانے میں بخاری اور مسلم کے ساتھ شریک ہیں اور تیسرے طبقہ کی احادیث لانے میں بھی جن کے بعض رجال سے امام مسلم نے بھی روایت کی ہے۔

لیکن امام ترمذی نزول کے ساتھ تیسرے طبقہ کی روایات بکثرت لاتے ہیں اور پھر ایک درجہ اور نزول کرکے چوتھے طبقہ کی روایات بھی درج کی ہیں۔

کتبِ ستہ میں جامع ترمذی کا مقام:

اس سے معلوم ہوا کہ جامع ترمذی کا مرتبہ صحیحین سے کم ہے یعنی اول بخاری پھر مسلم اور اس کے بعد ترمذی کا مقام ہے۔ اور ترمذی صحیحین کے بعد تیسری کتاب ہے لیکن بعض نے طبقہ رابعہ کی احادیث پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ابوداؤد اور نسائی کو تیسرا درجہ اور ترمذی کو چوتھا درجہ پر رکھا ہے۔ امام سیوطی، علامہ ذہبی سے نقل کرتے ہیں:

انحطت رتبة جامع الترمذی عن سنن ابی داؤد و النسائی لاخراجہ حدیث المصلوب و الکلبی وامثالھما

یعنی متہم بالکذب رواۃ کی حدیث درج کی ہے لیکن یہ اعتذار تو ابوداؤد میں بھی موجود ہے جیسا کہ بیان کر آئے ہیں۔ یعنی طبقۂ رابعہ کے علاوہ الکلبی اور المصلوب جیسے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں اور پھر اس پر تنبیہہ بھی نہیں کی اور امام ترمذی جب اس قسم کے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں تو اس پر تنبیہہ بھی کردیتے ہیں اور بیان کے ساتھ ایسی روایات لانا کوئی عیب نہیں ہے چنانچہ ابنِ رجب شرحِ علل میں لکھتے ہیں:

وقد شارکہ ابوداؤد فی التخریج عن کثیر من ھذہ الطبقة

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مع السکوت علی حدیثھم کاسحاق بن ابی فروۃ وغیرہ

حالانکہ اس اسحاق کے متعلق امام بخاری نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے۔ (۴۷)

"ترکوہ"

اور ابن ابی حاتم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

لاتحل الروایۃ عندی عن اسحاق بن ابی فروۃ

یحیٰ بن معین اسے کذاب اور ابو حاتم نے متروک الحدیث کہا ہے۔ (۴۸) اور تقریب میں ہے۔

"متروک من الرابعہ"......!

اس اعتبار سے یہ دونوں کتابیں برابر کی حیثیت میں ہیں لیکن امام ترمذی کو ایک دوسری جہت سے ابوداؤد پر فوقیت حاصل ہے۔

"امام ترمذی ان رواۃ پر تنبیہہ کردیتے ہیں اور ان کا ضعف بیان کردیتے ہیں لیکن ابوداؤد نے اس قسم کے بہت سے رُواۃ سے سکوت کیا ہے"

لہٰذا اس کو تیسرے درجہ پر رکھنا قرین قیاس ہے جیساکہ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

وھو ثالث الکتب الستۃ فی الحدیث

جامع ترمذی کے رواۃ:

علماءِ حدیث کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کتب حدیث کو ان کے مصنفین سے اسناد کے ساتھ نقل کرتے جب کہ ایک حدیث عن فلاں عن فلاں نقل کی جاتی ہے اور قبول حدیث کے لئے جو شروط مقرر ہیں نقلِ کتب کے لئے بھی وہی شرط لگاتے۔

اس میں کتبِ حدیث کو ان کے مصنفین کی طرف نسبت میں بہت بڑا احتیاط اور تحفظ تھا اور کوئی بھی کتبِ مصنفہ کو خراب نہیں کرسکتا تھا۔

شیوخ اور تلامذہ کا بھی علم ہوجاتا ہے اور جیساکہ کسی نے کہا ہے "یعرف الشیخ من التلامذہ" شیخ کا مرتبۂ علمی بھی سامنے آجاتا، علومِ اسلامیہ کی حفاظت کا یہ بڑا ذریعہ بھی تھا اور اس سے سلف کی کتابوں کو غلط نسبت اور تحریف سے بچاؤ کی صورت تھی۔

پھر جب کتبِ حدیث نقل تواتر کے ساتھ نشر ہوگئیں اور شرح و ضبط کے ساتھ متداول ہوگئیں تو اسناد سے بے نیاز ہوگئے اور ان کی روایت کے لئے صرف اجازہ پر اکتفاء کرلیا گیا اور اب تک علماء بطریقِ اجازہ ہی روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس سے ایک تو اسناد کا سلسلہ قائم ہے اور دوسرے سلف صالحین کی اتباع ہے۔ (۴۹)

اس رسم اجازہ اور اسناد کی ظاہری حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے روایت الکتب بالاسانید کی شکل کو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

قائم رکھا گیا چنانچہ جیسا کہ ہم نے صحیحین اور ابوداؤد کے نسخوں پر بحث کی ہے جو اصحاب کتب سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہیں اس طرح ہم جامع ترمذی کے نسخوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

تذکروں کے تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ الجامع للترمذی کے چھ رُواۃ ایسے ہیں جنہوں نے امام ترمذی سے کتاب کا سماع کیا اور اس کی روایت کی اور وہ بالاسناد ہم تک پہنچی ہے حافظ ابو جعفر بن زبیر نے اپنے "برنامجہ" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (۵۰)

چنانچہ لکھتے ہیں:

روی هذ الکتاب عن الترمذی ستة رجال فیما علمته: ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب، و ابو سعیدالهیثم بن کلیب الشاشی، و ابو ذر محمد بن ابراهیم، و ابو محمد الحسن بن ابراهیم القطان، و ابو حامد احمدبن عبدالله التاجر، وابوالحسن الواذری

۱) ابوالعباس المحبوبی کی روایت مشہور اور متداول ہے اور جامع کے مطبوعہ نسخے اسی کے ساتھ شروع کئے گئے، جب کہ ہم نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب "الارشاد الی مہمات الاسناد" میں اس کو مفصل ذکر کیا ہے۔

۲) روایۃ الہیثم بن کلیب الشاشی۔ ابوبکر محمد بن خیر الاشبیلی نے اس سند کے ساتھ جامع ترمذی کی بعض احادیث اور کتاب العلل کو روایت کیا ہے اور ترمذی تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۳) روایۃ ابی ذر محمد بن ابراہیم:

علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستۃ الصحاح" میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جامع ترمذی ابوذر کے طریق سے روایت کی ہے۔

۴) روایۃ الحسن بن ابراہیم القطان۔ ابن خیر اشبیلی نے اپنے فہرسہ میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ (۵۱) اور ابی محمد بن عتاب کے طریق سے ان تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۵) ابو حامد التاجر۔ ابن خیر نے فہرسہ میں اپنی اسناد کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے اور زبیدی نے "اسانید الکتب الستۃ" میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن زبیدی نے اپنی اسناد ذکر نہیں کی۔

۶) ابوالحسن الواذری۔۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف سے اس کتاب کی نقل صحتِ اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے ابو عبداللہ الفسوی کے اس قول کا رد ہو جاتا ہے۔

لایصح سماع احد فی هذالمصنف عن ابی عیسی ولا روایته عنه

یہ روایت ابو محمد بن عتاب کے طریق سے مروی ہے تو اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ ابو عبداللہ بن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے جامع ترمذی کی روایت اسناد متصل کے ساتھ ذکر کی ہے اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس قسم کی کوئی چیز ذکر نہیں کی لہٰذا انقطاع کا دعویٰ باطل ہے خواہ اس کا قائل کسے باشد (۵۲)

(۴) جامع ترمذی کے معروف نسخے :

اب ہم الجامع للترمذی کی روایات اور اس کے مشہور نسخوں کا ذکر کرتے ہیں امام ترمذی سے بہت سے علماء اور محدثین نے حدیث میں ان کی تالیفات کا سماع کیا مگر چھ تلامذہ خاص طور پر وہ ہیں جو جامع ترمذی کے رواۃ کی حیثیت سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان نسخوں کا تذکرہ ابو جعفر ابن الزبیر نے اپنے برنامچہ میں کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے قوت المغتذی میں ان سے نقل کیا ہے، محدث مبارکپوری شارح ترمذی نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی (ص ۱۷۸) میں امام سیوطی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱) ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی المتوفی ۳۴۶ھ
۲) ابو سعید الہیثم بن کلیب الشاشی ۳۳۵ھ
۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی
۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان
۵) ابو حامد احمد بن علی التاجر
۶) ابو الحسن الواذری

اب ہم ان کے تراجم اور ان کے سماعات کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ان روایات میں سب سے زیادہ مشہور اور متداول روایت محبوبی کی ہے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب بن فضیل المعروف بہ محبوبی، مَرو کے مشہور تاجر تھے اور انہوں نے امام ترمذی سے الجامع کا سماع کیا تھا۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں :

واشتهر من اهل مرو برواية كتاب الجامع للترمذي ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب التاجر شيخ اهل الثروة من التجار بخراسان واليه كانت الرحلة لسماع الترمذي (۵۳)

اور النجوم الزاہرۃ میں ہے :

محدث وسماعاته مضبوطة وكان ذاثروة ومال

علامہ ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان کو "مسند مرو" در ئیسہ لکھا ہے (۵۴) اور العبر میں ہے کہ انہوں نے ۹۷ سال عمر پائی، امام ترمذی کے علاوہ سعید بن مسعود صاحبِ نضر بن شُمیل اور ان کے ہم طبقہ سے روایت کا شرف حاصل ہے ۳۴۶ھ میں وفات پائی۔

علامہ ذہبی اعلام النبلاء (ج ۱۵ رقم ۳۱۵) میں لکھتے ہیں :

وكانت رحلته الى ترمذ للقى ابى عيسى فى خمس وستين ومائتين

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وھوابن ست عشرۃ سنۃ

اور پھر الجامع کے سماع کے لئے طلبہ نے ان کی طرف رحلت کی اور ان سے ابوعبداللہ الحاکم، ابن مندہ، عبدالجبار الجراحی اور ان کے مولی اسماعیل بن نیال نے سماع کیا، اور ان کے اصحاب میں سے اسماعیل بن نیال نے سب سے آخر میں وفات پائی اور ابن نیال نے اپنی مرویات کی ابوالفتح الحداد کو اجازت دی[۵۵] محبوبی سے جامع ترمذی کی روایت ابو محمد عبدالجبار اور ان کے لڑکے ابو محمد عبداللہ بن ابی العباس نے کی۔

۲) جامع ترمذی کے دوسرے راوی ابوسعید الہیثم بن کلیب بن سریج بن معقل الشاشی الترکی صاحب "المسند الکبیر" ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں:

> ان کو ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، زکریا بن یحییٰ المروزی، ابو جعفر محمد بن عبداللہ المنادی، ابراہیم بن عبداللہ القصار اور ان کے ہم طبقہ سے سماع حاصل ہے اور ان سے ابنِ مندہ اور منصور بن نصر الکاغدی، حمدان بن علی الوراق اور دیگر محدثین کو سماع حاصل ہے، اصل میں مَرْو کے رہنے والے تھے سمرقند میں ۳۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۳) ابوذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی

۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان

۵) پانچویں راوی ابوحامد احمد بن علی التاجر ہیں۔

ذہبی نے ابن حسنویہ کے ترجمہ میں لکھا ہے۔[۵۶]

> الشیخ المعمر الشھیر ابو حامد احمد بن علی بن الحسن بن شاذان النیسابوری التاجر السفار۔
>
> قال الحاکم: سمع من ابی عیسی الترمذی جملۃ من مصنفاتہ و قال ابن عساکر وروی عن مسلم بن الحجاج

(۶) ابوالحسن الواذری

نسخۂ محبوبی:

یہاں ہم تفصیل سے نسخۂ محبوبی کی روایت اور سلسلۂ سند شاہ ولی اللہ دہلوی تک ذکر کریں گے، آئندہ ۸، ۹ صفحات کو یہی بحث محیط ہے۔

پھر محبوبی سے بہت سے رواۃ ملتے ہیں ان میں ابو محمد عبدالجبار بن عبداللہ بن ابی الجراح الجراحی (۳۳۱-۴۱۲) کی روایت معروف ہے جو جامع ترمذی کے دیباچہ میں مذکور ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ذہبی لکھتے ہیں:(57)

شیخ صالح اور ثقہ تھے، ھراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابو العباس محبوبی سے جامع ترمذی روایت کی ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی جن میں مندرجہ ذیل معروف ہیں۔

1) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی
2) احمد بن عبد الصمد الغورجی
3) عبد العزیز بن محمد التریاقی
4) شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد
5) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

چنانچہ ابو محمد عبد الجبار بن عبد اللہ بن ابی الجراح الجراحی ۴۱۲ھ کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں(58): الشیخ الصالح الثقة مسند مرو

ھراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابو العباس محبوبی سے ترمذی کی روایت کی۔ ان پر بہت سے علماء نے اس کتاب کی قراءۃ کی جن میں خاص طور پر حسب ذیل محدثین قابل ذکر ہیں:

1) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی
2) احمد بن عبد الصمد الغورجی
3) عبد العزیز بن محمد التریاقی
4) ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد شیخ الاسلام
5) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

ہمارے ہاں متداول ترمذی کے دیباچہ میں پہلے تین رواۃ مذکور ہیں۔ مؤتمن بن احمد ساجی کا بیان ہے کہ حسین بن احمد الصفار نے اس جامع کو ابو علی محمد بن محمد بن یحییٰ القراب عن المؤلف روایت کیا ہے جن سے قاضی ابو منصور محمد بن محمد الازدی اور ان کے ہم شکل محدثین نے سماع کیا۔ ابو عامر الازدی کا بیان ہے۔

سمعت جدی ابا منصور القاضی یقول: اسمعوا فقد سمعنا هذا الکتاب منذ سنین وانتم تساوو نافیه الان

شیخ الاسلام انصاری نے بھی الجراحی سے جامع ترمذی کا سماع کیا اور یہ سماع ۴۱۰ھ کی حدود میں ہے اور یہ وہ شیخ الاسلام انصاری ہیں جنہوں نے ابو محمد الجراحی سے بالا جازۃ روایت کی ہے۔

اب ہم جامع ترمذی کو روایت کرنے والے پہلے راوی ابو العباس محبوبی، ان سے روایت کرنے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

والے الجراحی کے تین رواۃ کا تذکرہ کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی- یہ قاضی کبیر ابو منصور محمد بن محمد الازدی العلبی کے حفید ہیں، جو کہ مہلب بن ابی صفرۃ المہلبی کی اولاد سے تھے، اور ابو محمد الجراحی سے جامع ترمذی کے راوی ہیں- اور ان کے اپنے جد محترم قاضی ابو منصور سے بھی سماع حاصل ہے- سبکی لکھتے ہیں: (۵۹)

وکانت الرحلة الیه من الاقطار و القصد لاسانیده

اور ابو جعفر بن ابو علی الہمذانی (۵۳۱ھ) بھی ان سے راوی ہیں (۶۰) ۴۸۷ھ میں فوت ہوئے- پھر ابو عامر الازدی سے مؤتمن ساجی، محمد بن طاہر، ابو نصر البونارتی، ابو العلاء صاعد بن سیار، زاہر الشحامی، اور ابو عبداللہ الفراوی نے روایت کیا ہے ان میں ابو الفتح نصر بن سیار سب سے آخر میں فوت ہوئے ہیں-

(۲) احمد بن عبد الصمد الغورجی (۶۱) ابو بکر التاجر المتوفی ۴۸۱ھ

موصوف ابو محمد عبد الجبار الجراحی سے دوسرے راوی ہیں، ذہبی نے ان کو المحدث الصادق لکھا ہے، ان سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح کروخی وغیرھما نے الجامع روایت کی ہے-

(۳) عبد العزیز بن محمد التریاقی ۴۸۳ھ ابو نصر (۶۲)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

سماع جامع ابی عیسی عن الجراحی، سوی الجزء الاخیر (او له مناقب ابن عباس) فا نه سمعه من ابی المظفر عبیداللہ بن علی الدهان بسماعهم من الجراحی

پھر تریاقی سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح عبد المالک الکروخی نے جامع ابی عیسیٰ روایت کی اور تریاقی نے قاضی ابو منصور الازدی اور انظ ابو الفضل الجارودی سے بھی روایت کی ہے-

چنانچہ امام ترمذی سے تریاقی تک کا سلسلہ روایت یوں ہے:

ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی، ان سے ابو محمد عبد الجبار بن عبداللہ الجراحی، ان سے عبد العزیز التریاقی نے روایت کی ہے- تریاقی سے ابو الفتح عبد المالک الکروخی اور مؤتمن ساجی نے روایت کی ہے- جس میں سے ابو الفتح کا تذکرہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

(۴) ابو الفتح عبد المالک بن ابی القاسم عبداللہ بن ابی سہل بن القاسم بن ابی منصور الکروخی الہروی (۶۳) (۵۴۸ھ)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

حدث بـ "جامع ابی عیسی الترمذی" عن القاضی ابی عامر الازدی واحمد بن عبد الصمد الغورجی و عبد العزیز بن محمد ابی نصر التریاقی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سوی الجزء الاخیر فلیس عند التریاقی فسمعه من المظفر عبیداللہ بن
علی الدهان بسماعهم من الجراحی

اس ابوالفتح کو ابو اسماعیل انصاری، محمد بن علی العمیری وغیرھما سے بھی سماع حاصل ہے ان سے جماعتِ کثیرہ نے روایت کی ہے جن میں سمعانی، ابن طبرزذ وغیرھما بھی شامل ہیں۔

علامہ سمعانی لکھتے ہیں:

"قرأت علیه جامع الترمذی وکتب به نسخة بخطه ووقفها"

اس کے بعد مکہ میں مجاورت اختیار کرلی ترمذی کے نسخے اُجرت پر لکھ کر فروخت کرتے اور روزی کماتے، نیز علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

وهو ممن اجاز فی اجازة النشتبری

ہمارے شیخ ابن الظاهری نے ششتبری پر جامع ابی عیسیٰ کی قراءۃ کی ہے اور "جامع" ترمذی کو عمر ابن کرم نے بالا جازۃ کروخی سے روایت کی ہے پس کروخی جامع ترمذی کی روایت میں حافظ ابو علی بن سکرۃ کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو الفتح الکروخی سے روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

(i) ابو المظفر عبیداللہ بن علی الدھان

(ii) ابن طبرزذ۔ عمر بن محمد بن معمر بن احمد بن یحیٰی بن حسان ابو حفص المعروف بابن طبرزذ البغدادی (۵۱۶-۶۰۷)

مشہور محدث تھے، سماعِ حدیث میں عالی الاسناد تھے، ابن خلکان لکھتے ہیں: (۶۴)

طاف البلاد و افاد اهلها و ألحق الاصاغر بالاکابر وطبق الارض بالسماعات والاجازات

اسی طرح حافظ ابن کثیر "البدایۃ" میں لکھتے ہیں: (۶۵)

سمع الکثیر واسمع

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ (۶۶)

الشیخ المسند الکبیر الرحلة ابوحفص عمر بن محمد ....
ویعرف بابن طبرزذ........ وحصل اصولا وحفظها

ابن نقطہ التقیید میں لکھتے ہیں:

سمع السنن (لابی داؤد) من ابی البدر الکرخی بعضها ومن مفلح الدومی بعضها وسمع الجامع (للترمذی) من ابی الفتح الکروخی وهو مکثر صحیح السماع ثقة فی الحدیث... وکان مسند اهل زمانه

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ابن الدبیثی لکھتے ہیں:

وجمعت لی "شیخة" عن ثلاثة و ثمانین شیخا، و حدث بها مرارا و أملي مجالس بجامع المنصور (٦٧)

ابن النجار، المنذری الزکی عبدالعظیم وغیرھما نے ان سے روایت کی ہے۔

پھر ابن طبرزذ سے الفخر بن احمد البخاری نے بھی الجامع للترمذی روایت کی۔ بعد کی سند شاہ ولی اللہ تک یوں ہے:

(١) الفخر بن احمد البخاری ٦٩٠ھ

(٢) عمر بن الحسن المراغی ٧٦٨ھ

(٣) العز عبدالرحیم بن محمد الفرات ابومحمد (م ٨٧٠ھ)

(٤) الزین زکریا الانصاری ٩٢٦ھ

(٥) ابوبکر محمد بن احمد النجم الغیطی ٩٨٤ھ

(٦) الشہاب احمد بن خلیل السبکی ١٠٣٢ھ

(٧) سلطان بن احمد بن سلامة المزاحی المصری ١٠٧٥ھ

(٨) ابراہیم بن حسن الکردی الکدرانی المتوفی ١١٠١ھ

(٩) ابو طاہر محمد المدنی الکروی ١١٤٥ھ

(١٠) شاہ ولی اللہ الدھلوی ١١٧٦ھ

ان دس رواة کا تذکرہ مختصرا مندرجہ ذیل ہے:

(١) ابو الحسن فخرالدین علی بن احمد بن عبدالواحد ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ٥٥٦ھ میں پیدا ہوئے، حافظ ابن کثیر نے البدایہ (١٣/ ٣٢٤) میں لکھا ہے:

هو المسند المعمر الرحالة فخر الدين سمع الكثير و تفرد بروايات كثيرة لطال عمره و خرجت له مشيخات توفي ٦٩٠ھ

ان کی "معجم الشی القاصد واعظم الموارد" معروف ہے جس میں ٢٥ محدثین اور محدثات کا ذکر ہے (٦٨)

(٢) عمر بن حسن بن مزید بن امیلہ المراغی ثم الحلبی (٦٧٩ھ - ٧٧٨ھ)

حافظ ابن حجر، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

عمر بن حسن المعروف بابن اميلة مسند العصر كان صبورا على الاسماع وحدث بالكثير نحو من خمسين سنة تفرد بكثير من مروياته

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

كتب عنه الذهبی فی معجمه (٦٩)

(٣) ابو محمد عبد الرحیم بن ناصر الدین علی بن الحسین ابن الفرات

القاضی عزالدین عبدالرحیم الامام "مسند المعمر المحدث

الرحلة المؤرخ المعروف بابن الفرات حدث سنین و تفرد بعوال و سمع

منه الاعیان و الفضلاء

ابن تغری بردی النجوم الزاھرۃ میں لکھتے ہیں:

واجاز لی بجمیع مسموعاته و مروياته توفی سنة ۸۵۱ھ (٧٠)

(٤) الزین زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری الخزرجی القاھری (٨٢٣ھ - ٩٢٤ھ)

قال الغيطي هو شيخنا و شيخ مشائخ الاسلام بقية العلماء الاعلام

ابو یحیی زکریا الانصاری

موصوف کثیر التلامذہ تھے جن میں شہاب الدین احمد الرملی (٩٥٧ھ) شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المتوفی ٩٧٣ھ، عبدالوھاب الشعرانی المتوفی ٩٧٣ھ، محمد بن احمد الرملی ٩٤٣ھ، وغیرھم و له تصانیف منها شرح مسلم بن الحجاج و شرح الجامع الصحیح للبخاری، فتح الباقی شرح ألفية العراقي وغيرها

ترجمته في البدر الطالع ٢/ ٢٥٢، فهرس الفهارس ١/ ٣٤٢، الضوء اللامع ٣/ ٢٣٤

(٥) محمد بن احمد علی بن ابی بکر الغیطی السکندری ثم المصری (٩١٠ھ - ٩٨١ھ)

افتي و درس في حياة مشائخه و معجم شيوخه يتضمن سبعا و عشرين (٧١)

(٦) شہاب الدین احمد بن خلیل السبکی المصری الشافعی

شیخ شمس الدین صفوی مقدسی کے زیر تربیت رہے، شیخ شمس الدین الرملی سے تحصیل علوم کی اور شیخ نجم الدین غیطی او ان کے ہم طبقہ سے حدیث اخذ کی۔ ١٠٣٢ھ میں رحلت فرمائی جبکہ آپ کی عمر ٩٣ سال کے قریب تھی شیخ سلطان مزاحی ر شمس الدین بابلی تلامذہ میں مشہور ہیں، قاضی عیاض کی "الشفا" پر شرح لکھی ہے۔

حالات کے لئے خلاصۃ الاثر، ج ١ ص ١٨٥، ہدیۃ العارفین ج ١ ص ٤٧٩

(٧) سلطان بن احمد المزاحی، مصر میں قریہ منیہ مزاح میں پیدا ہوئے، حدیث کی تحصیل شیخ نور الدین زیادی اور احمد بن خلیل سبکی سے کی، محبی کے والد شیخ فضل اللہ اپنی رحلۃ میں لکھتے ہیں:

شیخ القراء بالقاھرۃ علی الاطلاق و مرجع الفقھاء بالاتفاق

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خلاصۃ الاثر میں محبی لکھتے ہیں:

امام الائمة، بحر العلوم وسيد الفقهاء خاتمة الحفاظ

تاج العروس میں مرتضیٰ لکھتے ہیں:

حدثنا عنه شيوخ مشائخنا توفي ۱۰۷۵ھ

علامہ شمس الدین بابلی اور عبدالباقی زرقانی و غیرھما نے ان سے اکتساب فیض کیا "رسالۃ القراء ات الاربعۃ علی العشرۃ" ان کی تالیف ہے[۴۲]

خلاصۃ الاثر ۲/ ۲۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/ ۳۹۴، تاج العروس مادہ (م ز ح)

(۸) الشیخ ابراہیم بن حسن بن شہاب الدین الشر زوری الکردی الکورانی ولادت ۱۰۲۵ھ اپنے پدر بزرگوار کے علاوہ دیگر شیوخ سے علوم دینیۃ حاصل کئے، دو سال بغداد میں رہے پھر چار سال شام میں گذار کر مصر ہوتے ہوئے حرمین پہنچ گئے اور یہاں شیخ قشاشی سے روابط قائم کرلئے شیخ نے ان کو تمام مرویات کی اجازت دی اور اپنی دخترِ صالحہ کا ان سے عقد کردیا، شاہ ولی اللہ دہلوی نے الانتباہ میں اور زبیدی نے تاج العروس (ش ھ ر) میں ان کے حالات جمع کیے ہیں۔

ومن المتاخرين شيخ مشائخنا ابوالعرفان ابراهيم بن حسن الكردى.... قدم المدينة ولازم ا لقشاشي و اجتمع في مصر عند مروره بهامع الشهاب الخفاجي و الشيخ سلطان و غيرهم، و قد حدثنا عنه شيخنا محمد بن علاء الدين الزبيدى بالكتابة، و احمد بن على الدمشقي بالاجازة العامة توفي بالمدينة سنة ۱۱۰۱ھ

نیز مادہ (کور) میں لکھتے ہیں:

كوران من الاكراد خرج منهم طائفة كبيرة من العلماء و المحدثين خاتمتهم شيخ شيوخنا العلامة ابوالعرفان ابراهيم بن حسن نزيل المدينة الطيبة

ترجمہ کے لئے خلاصۃ الاثر للمحبی ۱/ ۳۴۵، سلکُ الدرر آفندی ۱/ ۶،۵

حصر الشارد میں شیخ عابد سندھی لکھتے ہیں:

اخذ العلوم العقلية و النقلية و التفسير و الفقه في بلده و غالب اخذه على الملا محمد شريف الكوراني ثم رحل الى العرب و اخذ الحديث من اهله كالشيخ العلامة سلطان المزاحي و استوطن المدينة و اخذ التصوف عن الشيخ احمد القشاشي

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قاضی شوکانی نے البدر الطالع (۱/۱۲) میں ان کے حالات جمع کیے ہیں۔ ان کی کتاب الامم لایقاظ الھمم معروف ہے جو دراصل ان کی معجم ہے شیخ ابو طاہر الکورانی کا قول ہے۔

الامم و الکفایۃ للعجیمی ان کلامنھما کاف لوصل اسانید غالب الکتب المتداولۃ وفیھما الغنیۃ لاھل زماننا

علاوہ ازیں ان کی پچاس کتب اور ہیں دیکھیے انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

سلک الدرر، البدر الطالع ۱/۱۱۔ ۱۲، تاج العروس مادہ "کور"، فہرس للکتانی ۱/۲۲۹، ھدیۃ العارفین ج ۱ ص ۳۵

(۹) شیخ محمد عبدالسمیع ابو طاہر الکردی جمال الدین

۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں مولود ہوئے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے پدر بزرگوار سے اخذ کئے اور محدث محمد بن عبدالرسول برزنجی، ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی اور عبداللہ بن سالم بصری سے حدیث کا سماع کیا اور حرم میں درس دینا شروع کردیا، شاہ ولی اللہ نے انسان العین میں ان کے حالات درج کئے ہیں وہ لکھتے ہیں:

(منجملہ شیخ محمد بن سلیمان مغربی اخذ کرد نیز کتب ادبیہ از سید احمد بن ادریس مغربی خواند و فقہ شافعی از شیخ علی طوبونی مصر گرفت و علم حدیث از والد خود و حسن عجیمی گرفت بعد ازاں از احمد نخلی و بینھم بصری شمائل خواند و ازوے مسند احمد استماع کرد و از شیخ عبداللہ لاہوری وکتب ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ازوے روایت کنند عن الشیخ عبداللہ للبیت عن الشیخ عبدالحکیم وکتب شیخ عبدالحق دہلوی الیمنی واسطہ از مولانا عبدالحکیم روایت کند و از شیخ سعید کوکنی بعض کتب و فتح الباری خواند)

اور سلک الدرر میں مرادی نے بھی ان کو (کان عالما فقیھا) لکھا ہے اور شیخ عابد سندھی نے حضرات رد میں ان کو (الشیخ العلامۃ) لکھا ہے دیکھیے فہرس الفھارس ۱/۳۷۳، الیانع الجنی ص ۲۰، حصر الشارد اتحاف النبیہ، سلک الدرر ۲/۲۷، انسان العین فی مشائخ الحرمین ص ۱۳۔ ۱۴

(۱۰) احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری الدھلوی (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ)

تمام علوم اپنے والد محترم عبدالرحیم سے حاصل کئے اور ۱۱۴۴ھ میں مدینۃ النبی پہنچ کر علماء حرمین سے علوم حدیث حاصل کیے جن میں سب سے بڑے شیخ محمد ابو طاہر الکردی تھے اور آپ کے رفیق سفر شیخ محمد عاشق پھلتی بھی تھے، چنانچہ شاہ صاحب نے ... ان کا ... اور آپ کے خالو شیخ عبداللہ کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نام بھی مذکور ہے آپ کی تالیفات میں فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر والمسوی و المصفی فی شرح المؤطا و حجۃ اللہ البالغۃ وغیرھا تقریباً ۲۵ کتابیں ہیں۔ حیات ولی از رحیم بخش دہلوی میں آپ کے خاندان کا تعارف بتمامہ موجود ہے۔ فہرس الفہارس ۲/۴۳۷، والفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ابجد العلوم ص ۹۱۲ اور اتحاف النبلاء ص ۴۲۸ میں آپ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں۔

(۱۱) شاہ عبدالرحیم دہلوی۔ شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی المتوفی ۱۱۳۱ھ ابتدائی کتابیں اپنے چچا شیخ ابوالرضا محمد دہلوی سے پڑھیں پھر علامہ محمد زاہد بن قاضی محمد اسلم الھروی کے معقولات کا درس لیا یہ محمد زاہد اپنے والد کے تلمیذ تھے اور مرزا احمد فاضل بدخشی سے حدیث کا درس لے چکے تھے۔

مرزا محمد فاضل بدخشی ثم لاہوری عین القضاۃ ہمدانی کی نسل سے تھے اور کابل میں ملا محمد صادق حلوانی اور مرزا جان شیرازی سے، (مرزا جان شیرازی کا پورا نام شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ علوی دہلوی ہے اور مرزا جان شیرازی کے عرف سے معروف ہیں) یہ شیخ محمود شیرازی ۹۳۲ھ کے تلمیذ تھے اور علامہ جلال الدین دوانی کی کتابوں کے بیک واسطہ راوی ہیں اور علامہ دوانی کا پورا نام محمد بن اسعد بن محمد بن عبدالرحیم البکری الدوانی المتوفی ۹۲۸ھ

علامہ شوکانی نے البدر الطالع (۲/۱۳۰) میں ان کے حالات درج کئے ہیں نیز دیکھئے النور السافر عیدروسی، تاج العروس (دون) الفوائد البھیۃ ص ۸۹ اور علامہ الکتانی کی فہرس الفہارس

شیخ محمد افضل بن محمد معصوم بن احمد سیالکوٹی ثم الدہلوی

مجدد الف ثانی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور حرمین پہنچ کر محدث سالم بن عبداللہ بصری سے حدیث کی سند حاصل کی اور دہلی میں سکونت اختیار کی شاہ ولی اللہ دہلوی شیخ مظہر جانجاناں وغیرھما نے ان سے روایت حدیث کی سند لی ہے۔ مقامات مظہریہ میں ان کے حالات مذکور ہیں نیز سید عبدالحئی نے بھی نزھۃ الخواطر (۶/۲۸۰) میں ان کا ترجمہ لکھا ہے

۔ یہاں تک تو ترمذی کے نسخہ محبوبی کی سند کے متعلقات ذکر ہوتے ہیں باقی پانچ نسخوں کے متعلق مختصراً عرض ہے۔

(۲) الہیثم بن کلیب الشاشی [۴۳] ان کی روایت فہرسۃ ابن خیر میں مذکور ہے۔ الجامع اور کتاب العلل کی بعض احادیث ذکر کی ہیں اور الترمذی تک اپنی سند بیان کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء (۱۳/۲۷۲) میں الہیثم کو راوی الشمائل عن الترمذی قرار دیا ہے یعنی روای راوی نہیں کہا اور تذکرہ (۳/۸۴۸) میں لکھا ہے۔

سمع ابا عیسی الترمذی المعروف [illegible] الهیثم بن کلیب بن

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شریح بن معقل المعقلی الشاشی محدث ماوراء النهر و موٴلف المسند الکبیر

(۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم: ابو ذر کی روایت علامہ مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستۃ الصحاح" میں ذکر کی ہے اور فہرسہ ابن خیر میں بھی لکھا ہے:

وانا اروی الجامع للترمذی عن ابی ذر

(۴) حسن بن ابراہیم القطان: ابن خیر نے الفہرسۃ میں ذکر کیا ہے بواسطۃ ابی محمد بن عتاب راجع، ص ۱۲۱

(۵) ابو حامد التاجر: ابن خیر الفہرسۃ والزبیدی اسانید الکتاب الستۃ الصحاح میں یہ روایت ابو زید محمد بن احمد مروزی کے طریق سے ذکر کرتے ہیں۔

(۶) ابوالحسن الواذری: نورالدین عتر اپنے رسالہ "الامام الترمذی والموازنۃ بین الصحیحین" میں لکھتے ہیں:

لم اجد الروایة من طریق الی الان و لعل فی بعض المراجع التی لم یتیسر لنا الان

بہرحال الجامع للترمذی کی صحت نقل اور سلاحت اسناد کے لئے یہی بہت کافی ہے اور اس سے ابو محمد بن ماب عن ابی عمرو السفاقسی عن ابی عبداللہ القسوی سے جو قول مروی ہے اس کی تردید ہو جاتی ہے کہ قسوی نے کہا۔

لایصح سماع احد فی هذا المصنف من ابی عیسی ولا روایته عنه

اور اس کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابو عبداللہ ابن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے اس کتاب کی اسناد ذکر کی ہے اور کسی نے بھی اس وہم کو ذکر نہیں کیا لہٰذا انقطاع کا یہ دعویٰ باطل ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ محبوبی کی روایت کے سوا مذکورہ روایات صحت سند سے ہم تک نہیں پہنچ سکیں اور اس شہرت اور تواتر کے بعد ان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم کی تنقید:

اس سلسلہ میں ابن حزم پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام ترمذی کو ہی مجہول کہہ دیا ہے جسے محدثین نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

امام ترمذی کی ثقاہت مسلم اور متفق علیہ ہے اور ان کے متعلق حافظ ابن حزم کا قول کہ وہ مجہول ہیں، ناقابل التفات ہے۔ درحقیقت حافظ ابن حجرؒ کو ان کی کتاب جامع اور علل کا علم نہیں ہو سکا [۷۴] اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی ابن حزم کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ ابن الفرضی نے المختلف والموٴتلف میں امام ترمذی کا تذکرہ کیا ہے اس پر حافظ ابن حزم کی نظر کیوں نہیں پڑی جبکہ وہ بھی مغربی ہیں [۷۵]

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جامع ترمذی کی دراست

فنُّ الاسناد اور جامع ترمذی:

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ جامع ترمذی کو دوسری کتبِ حدیث سے دو چیزوں میں امتیاز حاصل ہے فن الاسناد یا صناعۃُ الاسناد اور فقہُ الحدیث

اب ہم ان دونوں کی وضاحت کرتے ہیں، پہلے فن الاسناد کو لیتے ہیں جسے علوم الحدیث میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔

امام ترمذی نے روایتِ حدیث میں محدثین کا طریق اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب میں احادیث کو اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے اصطلاح میں اس کو اخراج الحدیث کہا جاتا ہے کیونکہ حدیث کی مسند اروایت حدیث کے مخرج کو واضح کر دیتی ہے (ای الطریق الذی آتی منہ الحدیث وروی بہ) [76]

امام ترمذی نے اپنی کتاب میں حقِ اسناد ادا کیا ہے ایک تو طُرق شمار کیے ہیں، رواۃ کا اختلاف اور اتفاق بتایا ہے، جس سے طرق میں تنوع اور تعدد نظر آنے لگتا ہے۔ الجامع میں متعدد طرق کے ساتھ ایک حدیث کی اسانید جمع کرنے کا کام مصنف نے چار طریقوں سے سرانجام دیا ہے۔

(الف) جمع اسانید الحدیث المتعددۃ فی سیاق واحد

(ب) تعدد الاسانید وذکر المتن عقب الاسناد الاول

(ج) افراد کل اسناد مع متنہ بالروایۃ

(د) الاشارۃ الی الاسانید

پہلی تین صورتیں تو صحیح مسلم اور دوسری کتبِ حدیث میں بھی پائی جاتی ہے لیکن چوتھی صورت میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

(ا) پہلا طریق یعنی سیاق واحد میں طرق حدیث کو جمع کرنا۔

امام ترمذی یہ اس وقت کرتے ہیں جب رواۃ الحدیث کے مراتب ایک سطح کے ہوں اور ان کی روایات میں لفظاً و معنیً اتفاق ہو تو ان کو ایک سیاق میں جمع کر دیتے ہیں اور یہ دو طریق سے کرتے ہیں:

(الف) جب امام کے متعدد شیوخ ہوں اور سب کے اسناد ایک ہوں تو عطف کے ذریعہ شیوخ کو جمع کر دیتے ہیں مثلاً

حدثنا هناد ويوسف بن عيسى قالا حدثنا وكيع الخ

اس میں امام کے دونوں شیخ ثقہ۔ ہیں اس لئے عطف کے ساتھ دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ [77]

پھر اسناد اور متن ذکر کر دیا ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طُرق کو ایک سیاق میں جمع کرنے کا یہ اسلوب صحیح مسلم میں بہت زیادہ ہے اور صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے لیکن خاص مواضع اور خاص مقاصد کے پیش نظر، جس کی تفصیل ہم الجامع الصحیح میں بیان کرچکے ہیں۔

(ب) جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں اور وہ اوپر جاکر کسی ایک راوی پر جمع ہوتے ہوں تو تحویل بین الاسانید سے کام لیتے ہیں (۷۸) اور تحویل بین الاسانید کا یہ طریق تقریباً صحیحین اور سنن دونوں میں پایا جاتا ہے اور اس طریق سے اسانید کو جمع کرکے بیان کرنے میں محدثین کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے۔

اختلافُ اللفظ :

لیکن جب رواۃ کے مابین الفاظ میں کچھ اختلاف ہو تو امام ترمذی پھر بھی جمع کردیتے ہیں بشرطیکہ معنی میں تغیر نہ آتا ہو اور کتاب العلل میں روایت بالمعنی کے جواز کو محدثین سے نقل کیا ہے تاہم امام ترمذی نے نہایت احتیاط سے کام لیا ہے اور نہایت یسیر اختلاف کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے۔ یہی حال امام مسلم کا ہے مثلاً

حدثنا فلان و فلان (المعنی واحد) فقالا حدثنا فلان

اور کبھی درمیان میں (واللفظ لفلان) کہہ کر تعیین کردیتے ہیں اور کبھی تمام رواۃ کے الفاظ ذکر کردیتے ہیں (۷۹) اسی طرح بعض مواضع میں صیغ ادا پر تنبیہ کردی ہے مثلاً حدثنا فلان واخبرنا فلان۔ امام ترمذی نے کتاب العلل میں (حدثنا واخبرنا) میں اختلاف ذکر کردیا ہے کہ کیا دونوں کا مفہوم ایک ہے یا ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ جو محدثین فرق کے قائل ہیں وہ حدثنا کو سماع من الشیخ اور اخبرنا کو قراءۃ علی الشیخ کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین کے نزدیک ایک ہی ہیں اور فرق کے قائل نہیں ہیں۔

(۲) ایک طریق اور متن کو ذکر کردیتے ہیں پھر دوسرے طریق کو ذکر کرکے کہہ دیتے ہیں

نحوہ او مثلہ

جب لفظ میں اختلاف نہ ہو تو (مثلہ) اور اگر لفظ میں اختلاف ہو لیکن معنی ایک ہو تو (نحوہ) کہہ دیتے ہیں۔ (۸۰)

(۳) ہر متن کو اسناد کے بعد ذکر کردیا ہے اور پھر طریق سے اس متن کا اعادہ کیا ہے اور ایسا یا تو الفاظ میں اختلاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور یا حدیث میں کوئی علت بیان کرنے کے لئے، یہی طریق امام مسلم نے اپنایا ہے چنانچہ "باب الرخصۃ فی الصوم فی السفر" (۸۱) میں ابو سعید الخدری والی حدیث ترمذی اور مسلم دونوں تقابل کرکے دیکھ لیں کہ دونوں نے ایک ہی طریق کو اپنایا ہے۔

امام ترمذی ایک ترجمہ کے تحت پہلے معلل روایت کو لاتے ہیں اور پھر صحیح الاسناد حدیث کو ذکر کرتے ہیں، ایسا تعلیل کو بیان کرنے کے لئے کرتے ہیں (۸۲) چنانچہ حافظ ابن رجب شرح العلل میں لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وقد اعترض علی الترمذی با نه فی غالب الابواب یبدأ بالا حادیث الغریبة الاسناد غالبا، ولیس ذالک بعیب فا نه --- رحمه الله --- یبین ما فیه من العلل ثم یبین الصحیح من الاسناد

گویا مقصود علل کو بیان کرنا ہے اسی لئے امام نسائی کو دیکھئے کہ جب وہ طُرق کا استیعاب کرتے ہیں تو ابتداء معلل طریق سے کرتے ہیں اس کے بعد صحیح طریق کو ذکر کرتے ہیں۔

امام مسلم کا طریق:

اس کے برعکس امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق ثقات اہل اتقان کی احادیث کو مقدم رکھتے ہیں اور پھر کم درجہ کی روایات کو لاتے ہیں اگر کسی روایت میں علت ہو تو اس کو مؤخر کردیتے ہیں، اور اکثر طور پر موضع علت کو حذف کرکے اختصار سے کام لیتے ہیں۔ [۸۳] مثلاً کتاب القسامہ میں بشیر بن یسار والی حدیث، جس میں خیبر میں عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ ہے کہ اس میں تمام حفاظ نے بشیر بن سہل سے (خمسین یمینا) ذکر کیا ہے مگر سعید بن عبید کہ اس نے تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے۔ امام مسلم نے اس کی روایت اخیر میں ذکر کی ہے اور مختصر کرکے (وساق الحدیث) کہہ کر موضعِ علت کو حذف کردیا ہے۔ [۸۴] اور اس کی علت کو کتاب التمییز میں واضح کیا ہے۔ [۸۵]

(۴) چوتھا طریق بعض اوقات امام ترمذی شہرت کی بنا پر اسانید کی طرف اشارہ کردیتے ہیں مثلاً کبھی ایک سند سے حدیث کا اخراج کرکے دوسرے طرق معلق کرکے صرف موضع الاستشہاد کو ذکر کرتے ہیں۔ [۸۶]

اور کبھی حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کرکے آخر میں (وقد رُوی من غیروجہ نحوہ) کہتے ہیں اور یہ طریق تعداد اسانید صرف ترمذی میں پایا جاتا ہے، تاہم صحیح مسلم میں تعداد الاسانید کی کثرت ہے، لیکن وہ اسی اشارہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ کچھ اسناد اول سے ذکر کرکے پھر "مثلہ" او "نحوہ" کہہ دیتے ہیں۔

الغرض امام مسلم پہلے تین طریق میں امام ترمذی کے ساتھ مشترک ہیں، لیکن تعداد اسانید کے چوتھے طریق میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

حدیثِ حسن اور امام ترمذی

ابن الصلاح "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں: [۸۷]

علامہ الخطابی نے حدیث کی تین قسمیں بیان کی ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف

حدیث حسن کی تعریف میں لکھتے ہیں:

الحسن ما عرف مخرجه واشتهر رجاله

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور امام ترمذی "العلل الصغیر" میں لکھتے ہیں: (۸۸)

۱) کل حدیث یروی لایکون فی اسنادہ من یتھم بالکذب

۲) ولایکون الحدیث شاذا

۳) ویروی من غیر وجہ نحو ذاک فصاعدا

جو حدیث ان شروطِ "ثلاثۃ" پر مشتمل ہو وہ حدیثِ حسن ہے لیکن واضح رہے کہ تمام حسن حدیث ایک ہی مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ بعض سے بعض اقوی ہیں۔

علامہ خطابی اور امام ترمذی کی حسن میں فرق پایا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے تو اہل حدیث کے نزدیک انواعِ "ثلاثۃ" (صحیح و حسن و ضعیف) کی اصطلاحی تعریف کی ہے اور حدیث المستور جو (من غیر وجہ) مروی ہو اس کو خطابی نے ذکر نہیں کیا کیونکہ خطابی کے نزدیک وہ من قبیل الحسن نہیں ہے کیونکہ خطابی نے تصریح کی ہے کہ مجہول کی روایت من قبیل ضعیف ہے اور مجہول میں مستور بھی داخل ہے۔ (۸۹)

اس کے برعکس امام ترمذی نے متفق علیہ یعنی حسن اصطلاحی کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنی جامع میں جس حدیث کو حسن کہا ہے اس کی وضاحت کی ہے جو مستور کی حدیث کو بھی شامل ہے اور اس ضعیف کی روایت کو بھی جو سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہو اور اس کو بھی جو غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہو بلکہ روایۃ مختلط بعد از اختلاط اور مدلس کی عنعنہ اور جس کی اسناد میں انقطاع خفیف ہو اس کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ یہ اقسام سب متہم با لکذب سے خارج ہیں۔

اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام ترمذی نے اتصال اسناد کی قید نہیں لگائی اس بنا پر بہت سی احادیثِ منقطعہ کو حسن کہہ دیا ہے (النکت لابن حجر)

یہی وضاحت نور الدین عتر نے اپنے رسالہ میں کی ہے، جو حافظ ابن حجر کی النکت سے ماخوذ ہے اور ابن الصلاح کی تعبیر پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ (۹۰)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ حدیث شاذ نہ ہو اور شاذ سے یہاں پر وہ حدیث مراد ہے جو ثقات کے خلاف ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث معارضہ سے سالم ہو۔

(۳) (ان یروی من وجہ آخر نحوہ) یعنی وہ حدیث دوسرے طریق ایک یا زیادہ سے مروی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ طریق اُخری اس کی مثل یا اس سے اقوی ہو یعنی کم درجہ نہ ہو اور دوسرے طریق سے بعینہ اسی لفظ کے ساتھ مروی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ بمعناہ مروی ہونا ہی کافی ہے چنانچہ شرح العلل میں لکھتے ہیں:

ان یروی معناہ من غیر وجہ لا نفس لفظہ (۹۱)

اس بنا پر امام ترمذی کے [illegible] سے حسن حدیث کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہر نوع کے امثلہ ذکر کرتے ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو جائے، حافظ ابن حجر النکت میں لکھتے ہیں: مستور کی روایت کی امثلہ تو بکثرت ہیں اس لئے طوالت سے بچنے کے لئے ان کو چھوڑ دیتے ہیں اور باقی اقسام کے کچھ امثلہ ذکر کرتے ہیں:

(۱) روایۃ الضعیف سیئ الحفظ:

روایۃ من طریق شعبۃ عن عاصم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ قال: ان امراۃ من بنی فزارۃ تزوجت علی نعلین الخ قال الترمذی: ھذا حدیث حسن (۹۲)

اس میں عاصم بن عبداللہ ضعیف ہے۔ (۹۳)

امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن" محض اس لئے کہا ہے کہ متعدد طرق سے مروی ہے چنانچہ امام ترمذی ہی اس کے بعد لکھتے ہیں:

وفی الباب عن عمر وابی ھریرۃ وعائشۃ وابی حدرد، وذکر جماعۃ

(۲) روایۃ الضعیف الموصوف بالغلط والخطاء:

اخرج من طریق عیسی بن یونس عن مجالد عن ابی الوداک عن ابی سعید رضی اللہ عنہ کان عندنا خمر یتیم الخ قال ھذا حدیث حسن (۹۴)

اس میں مجالد ضعیف ہے اور غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہے مگر چونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اس بناء پر حسن کہہ دیا ہے اس سے بھی بڑھ کر حدیث اسماعیل بن مسلم عن الحسن عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فی الامر بقتل الکلاب ہے حافظ لکھتے ہیں:

واسماعیل اتفقوا علی تضعیفہ ووصفوہ بالغلط وکثرۃ الخطاء

تاہم اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے کیونکہ یہ متعدد طرق سے مروی ہے یعنی الحسن سے اسماعیل بن مسلم کی متابعت پائی جاتی ہے۔ (۹۵)

اس کی تیسری مثال حافظ نے یہ پیش کی ہے۔

رواہ من طریق علی بن مسھر عن عبیدۃ بن معتب عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کنا نحیض عند رسول اللہ ...... فیامرنا بقضاء الصوم الخ وقال ھذا حدیث حسن

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

فیہ عبیدۃ ضعیف جدا وقد اتفق الئمۃ لنقل علی تضعیفہ الا انھم لم یتھموہ بالکذب ولکن لحدیثہ اصل من حدیث معاذۃ عن عائشۃ مخرج

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فی الصحیح، فلھذا وصفہ بالحسن :

پھر اس کی تائید میں حافظ نے ابو زرعۃ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو صالح کاتبُ اللیث کے متعلق انہوں نے لکھا :

لم یکن یتعمد الکذب و لکنہ کان یغلط وھو عندی حسن الحدیث

لیکن حافظ کا یہ استدلال محل نظر ہے، فتأمل !

(۴) روایت ضعیف کو حسن کہنے کی چوتھی مثال

حدیث ابی سعید الخدری (لایحل لاحد ان یجنب فی المسجد........) ۳۸۵/۴

اس میں عطیہ بن سعید العوفی ضعیف ہے، اس کے باوجود امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن غریب کہنا دوسرے شواہد کی بنا پر ہے، امام نووی لکھتے ہیں انما حسنہ بشواھدہ

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

ولحدیث ابی سعید شاھد نحوہ من حدیث سعد بن ابی وقاص ورواتہ ثقات فتح الباری ۱۳/۷

(۳) روایۃ من سمع من مختلط بعد اختلاطہ

رواہ من طریق یزید بن ھارون عن المسعودی عن زیاد بن علاقۃ قال :

صلی بنا المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ الخ وقال : ھذا حدیث حسن (۹۶)

اس کی اسناد میں مسعودی (عبدالرحمٰن) ہے وھو ممن وصف بالاختلاط وکان سماع یزید منہ بعد ان اختلط (۹۷)

ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے کیونکہ دوسرے طرق سے مروی ہے، کما صرح بہ وقال : وقد روی ھذا الحدیث من غیر وجہ عن المغیرۃ

(۴) روایۃ المدلّس قد عنعن :

(الف) رواہ من طریق یحیی بن سعید عن المثنی بن سعید عن قتادۃ عن عبداللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن النبی ﷺ، قال : المؤمن یموت بعرق الجبین

وقال : ھذا حدیث حسن، فیہ قتادۃ مدلس وقد عنعن وقد قال بعض اھل العلم لم یسمع قتادۃ من عبداللہ بن بریدۃ وانما وصفہ بالحسن لان لہ شواھد من حدیث عبداللہ بن مسعود (۹۸) وغیرہ

(ب) رواہ من طریق ھشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ..... ان حقا علی المسلمین (۹۹)

وقال: ھذ حدیث حسن

فیہ ھشیم موصوف بالتدلیس لکن تابعہ عندہ ابو یحیی التیمی

وللمتن شواھد من ابی سعید الخدری وغیرہ رضی اللہ عنہ۔

رواہ الترمذی من طریق ابی یحیی اسماعیل بن ابراھیم التیمی

عن یزید بن ابی زیاد ومن طریق ھشیم عن یزید بمعناہ وقال حسن و

روایۃ ھشیم احسن من روایۃ اسماعیل و اسماعیل یضعف فی

الحدیث

(۵) منقطع الاسناد:

رواہ من طریق عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لعمر فی العباس الخ

وقال ھذا حدیث حسن وفیہ ابو البختری اسمہ سعید بن فیروز ولم یسمع من علی رضی اللہ عنہ فالاسناد منقطع

پھر اس کو حسن کہنا شواہد مشہورہ کی بنا پر ہے۔ اس نوع کی امثلہ ترمذی میں بہت زیادہ ہیں مثلاً ابو عبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ کی متعدد روایات کو حسن کہا ہے حالانکہ جمہور کے نزدیک ابن مسعود سے سماع حاصل نہیں ہے یہی حال حدیث ابو قلابہ۔ الجری عن عائشہ۔ وروایۃ عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ کا ہے مگر امام ترمذی نے مجموعہ طرق کے پیش نظر ان کو حسن کہہ دیا ہے۔

بہرحال اس قسم کی احادیث کو حسن کہنا امام ترمذی کی اپنی اصطلاح اور اپنا اجتہاد ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس سے اتفاق نہ کرے۔ چنانچہ امام ترمذی العلل کے آخر میں لکھتے ہیں: (۱۰۰)

وما ذکرنا فی ھذ الکتاب "حدیث حسن" انما اردنا بہ حسن اسنادہ

عندنا..... الخ

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ "حسن" ہے جسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں حسن کہا ہے۔

حسن کی جو تعریف خطابی نے کی ہے وہ حسن اصطلاحی ہے اور وہ بالاتفاق حجت ہے اور جو علماء تقسیم ثنائی کے قائل ہیں، ان کے نزدیک صحیح میں داخل ہے مگر امام ترمذی کی حسن کے حجت ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔

ابو الحسن ابن القطان اپنی کتاب بیان الوھم والایہام میں لکھتے ہیں:

ان ھذا القسم لایحتج بہ کلہ بل یعمل بہ فی فضائل الاعمال و

یتوقف عن العمل بہ فی الاحکام الا اذا کثرت طرقہ او عضدہ اتصال عمل

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

او موا فقۃ شاھد صحیح او ظاھر القرآن

اور خود امام ترمذی کے نزدیک بھی اس قسم کی ہر حسن قابل حجت نہیں ہے مثلاً خیثمہ البصری کے طریق سے عن الحسن عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے لاتے ہیں اور پھر اس کے بعد کہا ہے:[101]

ھذا حدیث حسن ولیس اسنادہ بذاک

اور کتاب العلم فضل العلم ایک حدیث کے بعد، (ھذا حدیث حسن) کہا ہے۔[102]

اور لکھا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو "صحیح" نہیں کہا کیونکہ اعمش نے اس میں تدلیس کی ہے چنانچہ بعض طرق میں اس نے کہا ہے: حدثت عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، پس اس تردد کی بنا پر اس پر "حسن" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

ابن القطان کی ان دونوں مثالوں میں نظر ہے، ممکن ہے دوسرے طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے "حسن" کہا ہو۔

اصل بحث:

لیکن یہاں بحث کا تعلق اس بات سے ہے کہ کیا امام ترمذی کے کسی حدیث کو حسن کہنے سے وہ حدیث حجت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو اس میں توقف ہے اور ابن القطان نے جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (۱۰۳)

(۶) اور امام ترمذی کبھی کسی صحیح حدیث کو صرف حسن کہہ دیتے ہیں جبکہ وہ اصح کے معارض ہو مثلاً مسح رأس کے متعلق ربیع بنت معوذ کی صحیح حدیث کو حسن کہہ دیا ہے کیونکہ امام ترمذی کے خیال میں یہ حدیث عبداللہ بن زید کی حدیث کے معارض ہے۔

○ حاشیہ جات ○

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۷۲ و نکت الھمیان للصفدی ص ۲۷۰ و شرح الشمائل لجسوس ج ۱ ص ۴، و میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۱۷ ——— (۲) المراجع السابقۃ ——— (۳) الانساب و معجم البلدان ج ۲ ص ۳۸۲ ——— (۴) تہذیب التہذیب ——— (۵) سیر اعلام النبلاء ——— (۶) دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۷ و کتاب الانساب سمعانی ——— (۷) نیز کتاب العلل فی آخر الجامع ج ۴ ص ۳۸۵ ——— (۸) مقدمۃ الجامع لاحمد شاکر ص ۸۱ ——— (۹) ہدی الساری ج ۲ ص ۱۹۴ ——— (۱۰) طبقات الرواۃ کے لئے دیکھئے تقریب التہذیب (ج ۱ ص ۵-۶) ——— (۱۱) مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ ——— (۱۲) شرح المشکاۃ ج ۱ ص ۲۱ و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ۱۷۲-۱۷۳ ——— (۱۳) فتح الباری ج ۳ ص ۳۳۸ ——— (۱۴) تحفۃ الاحوذی ج ۲ والبدایۃ ۱۱/۲۳، و تہذیب التہذیب ۱۰/۱۲۶ ——— (۱۴ ب) مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ ——— (۱۵) ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر تحفۃ الاحوذی (ج ۱ ص ۳۴۳) ——— (۱۶) کتاب العلل آخر الجامع و تذکرۃ الحفاظ ص ۶۳۴ و سیر اعلام النبلاء (ج ۱۱ ص) ——— مع مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۲ انظر الترمذی مع التحفہ ج ۱

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ص ۳۴۳ ——— (۱۷) تحفۃ الاحوذی (ج ۴ ص ۳۸۵) وفیہ عطیۃ بن سعد العوفی ضعیف و مع ذالک قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن ھذا الوجہ قال النووی انما حسن الترمذی بشواھدہ، قال ابن حجر: ولحدیث ابی سعید شاھد نحوہ من حدیث سعد بن ابی وقاص ورواۃ ثقات۔ انظر الفتح ۷/ ۱۳ ——— (۱۸) شروط الائمۃ الستۃ للمقدسی ص ۱۷، تذکرۃ الحفاظ ص ۶۳۴، تہذیب التہذیب ——— ج ۹ ص ۳۸۸ ——— (۱۹) المرجع السابق ——— (۲۰) تذکرۃ ص ۶۳۴ وتہذیب ۹/ ۳۸۹ وفیہ عمران بن علان بدل عمر بن ملک ——— (۲۱) تہذیب الکمال اعلام النبلاء تہذیب التہذیب ۹/ ۳۸۷ والمحلی ——— (۹/ ۲۹۵) ضعف حدیث الترمذی لکن لم یذکر ملعنافی الترمذی ——— (۲۲) اللباب ج ۱ ص ۱۸۴ ——— (۲۳) میزان الاعتدال ۳/ ۱۱۷ و تہذیب اور ابن حزم کے لئے تذکرۃ ۱۱۴۶ ——— (۲۴) راجع المیزان و الرفع والتکمیل للکھنوی ص ۱۲۴ حاشیہ و مقدمۃ الجامع لاحمد شاکر مصری ——— (۲۵) راجع البدایۃ ج ۱۱ ص ۶۷ علامہ احمد شاکر لکھتے ہیں:

——— حافظ ابن حجر نے ذہبی سے نقل کر کے لکھ دیا ہے ورنہ حافظ نے نہ کتاب الاتصال دیکھی ہے۔ ———

(۲۶) المرجع السابق ——— (۲۷) راجع توجیہ النظر للجزائری و الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ——— (۲۸) قوت المغتذی ج ۱ ص ۸ و مقدمۃ ابن اصلاح ص ۱۵ ——— (۲۹) شرح الالفیۃ للسخاوی ۳۵ و شرح الترمذی لابی الطیب ج ۱ ص ۱۲ ——— (۳۰) الفھرست لابن الندیم ج ۱ ص ۲۳۳، والبدایۃ ج ۱۱ ص ۶۶، کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۴۰، والرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۱۱ ——— (۳۱) تہذیب التہذیب ——— (۳۲) الفھرست لابن الندیم ——— (۳۳) البدایۃ ——— (۳۴) الجامع وفیہ: وقد بینا ھذا علی وجھہ فی الکتاب الذی فیہ الوقوف ——— (۳۵) دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۵ ص ۲۲۰، مجلۃ المجمع العلمی دمشق جلد ۳۲ ص ۳۱۴ ——— (۳۶) تدریب الراوی للسیوطی ص ۹۵ والبلدان للیاقوت الحموی (ترمذ) ——— (۳۷) انظر ص ۹ ——— (۳۸) انظر تحفۃ الاحوذی ص ۲۴ ——— (۳۹) قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۵، ومقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۵-۱۷۶ ——— (۴۰) عارضۃ الاحوذی ج ۱ ص ۵-۶ و قوت المغتذی ج ۱ ص ۶ ——— (۴۱) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ——— (۴۲) مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ مقدمہ احمد شاکر ج ۱ ص ——— (۴۳) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ——— (۴۴) تحفۃ الاحوذی ج ۴ کتاب العلل ——— (۴۵) ص ۱۶ والبدایۃ والنھایۃ لابن کثیر ج ۱۱ ص ۶۷ ——— (۴۶) طبقات رواۃ کی تفصیل کے لئے دیکھئے شروط صحیح البخاری و شروط الخمسۃ للحازمی ۴۳ ——— (۴۷) ج ۱/۱ ص ۳۹۶ ——— (۴۸) الجرح و التعدیل ج ۱ ق ۱ ص ۲۲۷ ——— (۴۹) لیکن فی زمانہ ہمارے مدارس حدیث بھی ناظمین کے تحت آگئے ہیں اور تلامذہ کو شیوخ سے دور کردیا گیا ہے اب تلامذہ اجازہ سے بھی بے نیاز ہیں اور الاماشاء اللہ اپنے شیخ الشیخ کا نام تک نہیں جانتے سلف کے اس طریق کو ختم کرنے کی ذمہ داری مدارس کے ناظمین پر جنہوں نے اصل اجازہ کی شکل کو ختم کر کے اپنے دستخطوں سے بطاقات تقسیم کرنے شروع کردیئے اور شیوخ الحدیث کے اجازات کو نسیا منسیا کردیا گیا فوا اسفا۔ یہ صرف اہل حدیث مدارس کا المیہ ہے۔ دیوبندی اور بریلوی مدارس پر اب بھی علماء کی حیثیت مسلم ہے۔ ——— (۵۰) دیکھئے قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۶، مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ ——— (۵۱) انظر فھرسۃ ابن خیر ۱۱۹-۱۲۱ ——— (۵۲) قوت المغتذی و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ——— (۵۳) الانساب ص ۵۱۱ ——— (۵۴) تذکرۃ ج ۳ ص ۸۶۳، العبر ۲/ ۲۷۲، الوافی ۲/ ۲۰۰، مرآۃ الجنان ۲/ ۲۰۰، شذرات ۲/ [illegible] ——— (۵۵) الانساب ۷/ ۲۴۶، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۴۸، العبر ۲/ ۳۲، شذرات الذھب ۲/ ۳۴۲، المستطرفۃ ص ۷۳، النبلاء

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۳۵۹/۱۵ —— (۵۶) النبلاء ۵۴۹،۵۴۸/۱۵ —— (۵۷) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر ۱۰۸/۳، تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ —— (۵۸) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر ۱۰۸/۳، تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ —— (۵۹) طبقات سبکی ۳۲۸/۵، شذرات ۳۸۲/۳، العبر ۳۱۸/۳ —— (۶۰) النجوم الزاھرۃ ۲۶۰/۵، شذرات ۹۷/۴، العبر ۸۵/۴، النبلاء ۱۰۱/۲۰ —— (۶۱) المنتظم ۴۴/۹، معجم البلدان ۲۱۶/۴، اللباب ۳۹۳/۲، الکامل فی التاریخ ۱۶۸/۱۰، العبر ۲۹۷/۳، شذرات ۳۶۵/۳ —— (۶۲) الانساب ۵۰/۳، معجم البلدان ۲۸/۲، العبر ۳۰۲/۳، اللباب ۲۱۴/۱، شذرات ۳۶۸/۳ —— (۶۳) الانساب ۴۰۹/۱۰، المنتظم ۱۵۴/۱۰، معجم البلدان ۴۵۸/۵، اللباب ۹۵/۳، العبر ۱۳۱/۴، تذکرۃ ۱۳۱۳/۴، العقد الثمین ۵۰۱/۵، ذیل تاریخ بغداد ۸۳/۱ —— (۶۴) وفیات ۱۲۵/۳، ابن کثیر ۶۱/۱۳، —— (۶۵) للبدایہ لابن ابن کثیر ۶۱/۱۳ —— (۶۵) النبلاء ۵۰۷/۲۱ —— (۶۶) ترجمہ کے لئے: ذیل تاریخ بغداد لابن النجار، الکامل لابن اثیر ۱۲۲/۱۲، ذیل الروضتین ص ۷۰، وفیات ۴۵۲/۳، البدایہ ۶۱/۱۳، النجوم الزاھرۃ ۲۰۱/۶، شذرات ۲۶/۵ و التاج المکلل ۹۴-۹۵ والنبلاء ۵۰۷/۲۱ —— (۶۷) البدایہ ۳۱۴/۱۳ و شذرات ۴۱۴/۵ والیانع ۴۸ وذیل طبقات الحنابلہ ۳۲۵/۲ و تعلیق الکوثری علی ذیل الحسینی ص ۱۷ —— (۶۸) الدرر الکامنہ ۱۴۱/۳، و شذرات الذھب ۲۸۵/۶ —— (۶۹) شذرات الذھب ۲۶۹/۷، الضوء اللامع ۱۸۷/۴، فہرس الفھارس ۲۷۴/۲ —— (۷۰) قدمر —— (۷۱) الکواکب السائرۃ ۵۲/۳، تاج العروس مادہ (غ و ط) شذرات ۴۰۶/۸، الکتانی ۲۵۵/۲ —— (۷۲) دیکھئے القراء ات و القراء —— (۷۳) المتوفی ۳۳۵، تذکرۃ ۳۴۸/۲ —— (۷۴) میزان الاعتدال ۱۱۷/۳ —— (۷۵) تہذیب التہذیب ۳۸۸/۹ —— (۷۶) قال ابن العربی مخرج الحدیث بان یکون عن روایۃ راو قد اشتھر بروایۃ حدیث اھل بلدہ کقتادۃ فی البصریین وابی اسحاق السبیعی فی الکوفیین و عطاء فی المکیین و ابن شھاب فی المدنیین وغیرھم (عارضۃ الاحوذی ۱۴/۱-۱۵) فان حدیث البصریین مثلا اذا جاء عن قتادۃ و نحوہ کان مخرجۃ معروفا واذا جاء عن غیر قتادۃ و نحوہ کان شاذا- واللہ اعلم انظر النکت علی ابن الصلاح للحافظ ابن حجر —— ج ۱ ص ۴۱۵ —— (۷۷) باب ماجاء فی بیان الفجر ج ۲ ص ۳۹ —— (۷۸) مثلاً باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطھور اس (حاء) کو (ح) تحویل کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہ معنی صحیح ہے اور بعض نے حائل کے معنی میں لیا ہے اس کے تلفظ میں (حا) کہہ کر آگے قراءت جاری رکھے تفصیل کے لئے مقدمہ ابن الصلاح ص ۸۰-۸۱ و شرح العراقی علی الالفیہ ج ۲ ص ۴۱ —— (۷۹) مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۰، وکذا مسلم یشیر الی اختلاف الالفاظ تارۃ بقولہ (والفاظھم متقاربۃ) و تارۃ بقولہ (نحوہ) وان کان اللفظ واحدا یقول (مثلہ) —— (۸۰) مقدمہ ابن الصلاح ۹۴، و تدریب الراوی ص ۳۲۸ —— (۸۱) ج ۲ ص ۴۱ حدیث ثالث عن ابی سعید الخدری —— (۸۲) مثال ذالک (باب فضل تطوع ثنتی عشرۃ رکعۃ کل یوم) کہ اس میں پہلے حضرت عائشہؓ والی حدیث "من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ" لاتے ہیں جو کہ من طریق المغیرۃ بن زیاد عن عطاء عنھا ہے اور اس پر کلام کیا ہے (حدیث عائشۃ حدیث غریب من ھذا الوجہ) والمغیرۃ بن زیاد قد تکلم فیہ بعض اھل العلم من قبل حفظہ ... اس طرح اس کا ضعف بیان کیا ... کے بعد حدیث ام حبیبہ لاتے ہیں پھر لکھا ... حدیث ... حسن صحیح ...

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غیروجہ (تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۳۱۹) ——— (۸۳) ملاحظہ ہو صحیح مسلم کتاب القسامۃ حدیث بشیر بن یسار عن سہل بن ابی حثمۃ الخ ——— (۸۴) جائزہ صحیح مسلم ——— (۸۵) دیکھئے کتاب التمییز ص ۱۲ ——— (۸٦) کمافی مواقیت الصلاۃ : حدثنا احمد بن منیع و الحسن بن الصباح البزار و احمد بن محمد بن موسی -- المعنی واحد -- قالوا حدثنا اسحاق بن یوسف الازرق عن سفیان الثوری عن علقمۃ --- فذکر الحدیث ثم قال : وقد رواہ شعبۃ عن علقمۃ بن مرثد ایضا فذکر متابعۃ شعبۃ لسفیان الثوری معلقۃ ھکذا (تحفۃ الاحوذی ج ا ص) ——— (۸۷) ص ۲٦ ——— (۸۸) العلل الصغیر ۴/ ——— (۸۹) المستعرا من روی عنۃ اکثر من واحد والمجھول من لم یروعنۃ غیر واحد ولم یوثق (تقریب ۱/۵) ——— (۹۰) راجع الرسالۃ ص ۱٦۲-۱٦۳ ——— (۹۱) شرح العلل ——— (۹۲) کتاب النکاح ج ۴/۲۵۰ ——— (۹۳) تقریب ۱/۳۸۴، لیکن ترمذی کے اکثر نسخوں میں "حسن صحیح" ہے دیکھئے تحفۃ الاحوذی و تحفۃ الاشراف ۴/۲۲۲ ——— (۹۴) کتاب البیوع باب النھی ان یتخذ الخمر خلا لیکن فی الجامع : ھذا حدیث حسن صحیح و الحدیث فی مسلم کتاب الاشربۃ ——— (۹۵) کتاب الاحکام باب ماجاء من امسک کلبا الخ، تحفۃ الاحوذی ——— (۹٦) ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الامام ینھض فی الرکعتین ناسیا، و فی الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح کذ فی نسخۃ احمد شاکر والنسخۃ الھندیۃ و النسخۃ التی حققھا الدعاس طبعۃ حمص و اشار المحدث احمد شاکر الی اختلاف النسخ، و المعلوم ان الاستاذ احمد شاکر قد اعتمد فی تحقیقۃ سبع نسخ عند التحقیق کما ذکر فی المقدمۃ وفیھا حسن صحیح الا واحدۃ تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۸۹-۲۹۰ ——— (۹۷) قال فی التقریب عبدالرحمن المسعودی صدوق اختلط ومن سمع منہ ببغداد فبعد الاختلاط واللہ اعلم ——— (۹۸) راجع لحدیث عبداللہ بن مسعود مجمع الزوائد ۲/۳۲۵ ——— (۹۹) تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۳۷۳، باب فی السواک والطیب یوم الجمعۃ و تحفۃ الاشراف ۲/۲۹-۳۰، والحدیث رواہ احمد فی المسند (۳/۲۸۳) وابن ابی شیبۃ فی المصنف کما فی التحفۃ ج ا ص ۳۵٦ ——— (۱۰۰) تحفۃ الاحوذی شرح العلل ج ۴ ص ا لتقیید والایضاح ص ۴۵ والنکت لابن حجر ج ا ص ۳۹۹ ——— (۱۰۱) ترمذی کتاب فضائل القرآن میں طریق الاعمش عن خیثمۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من قرا القرآن فلیسال اللہ بہ (تحفۃ الاحوذی ۴/۵۵) حدیث عمران بن الحصین و خیثمۃ ھذا خیثمۃ البصری الذی روی عنہ جابر الجعفی یکنی ابانصر ——— (۱۰۲) باب فضل طلب العلم (۳/۳٦۹ تحفۃ) حدیث ابی ہریرۃ من سلک طریقا یلتمس فیہ علما وفی مسلم مطولا لیکن حسن کے بعد (وانما لم نقل) الخ کے الفاظ ترمذی میں نہیں ہیں ہو سکتا ہے ممکن ہے ابن القطان نے کسی نسخہ میں یہ الفاظ دیکھے ہوں۔ واللہ اعلم ——— (۱۰۳) دیکھئے توضیح الافکار ۱/۱۸۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ